احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

بدھ 25 اگست 2010ء

روزنامہ
الفضل
(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 25/اگست 2010ء 14 رمضان 1431 ہجری 25 ظہور 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 178

روزہ میں بھول کر کھانا

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جو شخص بھول کر روزے میں کھا پی لے وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل او شرب ناسیاً حدیث نمبر 1797)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے **من کان منکم مریضا** (۔)۔ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 67)

مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر **عدة من ایام اخر** کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔

سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اس کو اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔

(تفسیر سورۃ البقرہ از مسیح موعود ص 260)

اگر تم مریض ہو یا کسی سفر قلیل یا کثیر پر ہو تو اسی قدر روزے اور دنوں میں رکھ لو۔ سو اللہ تعالیٰ نے سفر کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ احادیث نبوی میں حد پائی جاتی ہے بلکہ محاورہ عام میں جس قدر مسافر کا نام سفر رکھتے ہیں وہی سفر ہے ایک منزل (سے) جو کم حرکت ہو اس کو سفر نہیں کہا جا سکتا۔

(تفسیر سورۃ البقرہ از مسیح موعود ص 261)

جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ نجات فضل سے ہے۔ نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے۔ اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 321)

رات دن قرآن کریم کو پڑھو

مجلس شوریٰ 2009ء میں یہ طے پایا تھا کہ احباب جماعت کا علمی معیار بلند کرنے کے لئے قرآن مجید ناظرہ پڑھنا۔ ترجمہ سے پڑھنا اور باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنا بہت ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

''صرف قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جس کے مطالب کبھی ختم نہیں ہوتے۔ رات دن قرآن کریم کو پڑھو۔ قرآن کے حقائق کبھی ختم نہ ہوں گے۔ اس کی حکمتیں نکلتی چلی آتی ہیں اور ہر لفظ پُر حکمت معلوم ہوتا ہے۔ پرانے زمانہ کی کہانیوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک تھیلی ہوتی تھی جس میں سے ہر قسم کے کھانے نکلتے آتے تھے۔ مگر یہ تو وہمی اور خیالی بات تھی۔ قرآن کریم واقع میں ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔''

(فضائل القرآن (4) انوار العلوم جلد 12 صفحہ 423)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء)

ماہر امراض معدہ وجگر کی آمد

مکرم ڈاکٹر محمد محمود شیخ صاحب ماہر امراض معدہ وجگر مورخہ 29/اگست 2010ء کو صبح 10:00 بجے آؤٹ ڈور گراؤنڈ فلور میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔ ضرورت مند احباب و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ قبل از وقت اپنی پرچی بنوالیں اور مزید معلومات کیلئے استقبالیہ ہسپتال سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مشعلِ راہ

سحری و افطاری کے متعلق بعض مسائل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 24/اکتوبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور جو اس رمضان کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا تو اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

پھر بعض لوگ سحری نہیں کھاتے، عادتاً نہیں کھاتے یا اپنی بڑائی جتانے کے لئے نہیں کھاتے اور آٹھ پہرے روزے رکھ رہے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی حکم ہے حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو سحری کھانے میں برکت ہے۔

پھر یہ کہ سحری کا وقت کب تک ہے؟ ایک تو یہ کہ جب سحری کھا رہے ہوں تو جو بھی لقمہ یا چائے جو آپ اس وقت پی رہے ہیں، آپ کے ہاتھ میں ہے اس کو مکمل کرنے کا ہی حکم ہے۔ روایت آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے یعنی وہ جو کھا رہا ہے وہ مکمل کر لے۔

پھر بعض دفعہ غلطی لگ جاتی ہے اور پتہ نہیں لگتا کہ روزے کا وقت ختم ہو گیا ہے اور بعض دفعہ چند منٹ اوپر چلے جاتے ہیں تو اس صورت میں کیا یہ روزہ جائز ہے یا نہیں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود سے کسی نے سوال کیا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ابھی روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزہ رکھنے کی نیت کی لیکن بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی اب میں کیا کروں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا: ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔

پھر افطاری میں جلدی کرنے کے بارہ میں حکم آتا ہے۔ ابی عطیہ نے بیان کیا کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ کے پاس آئے اور پوچھا اے ام المومنین! حضورؐ کے صحابہ میں سے دو صحابی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نیکی اور خیر کے حصول میں کوتاہی کرنے والا نہیں لیکن ان میں سے ایک تو افطاری میں جلدی کرتے ہیں اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں۔ یعنی نماز کے پہلے وقت میں پڑھ لیتے ہیں اور دوسرے افطاری اور نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ ان میں سے کون جلدی کرتا ہے تو بتایا گیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ لیکن افطاری میں جلدی کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس کا تعین کس طرح ہو گا اس بارہ میں یہ حدیث وضاحت کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کو کہا۔ اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا: افطاری لاؤ۔ اس نے پھر عرض کی حضورؐ ابھی تو روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا تو آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتا دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔

پھر بعض دفعہ روزے کے دوران بھول جاتا ہے انسان کہ روزہ ہے اور کچھ کھا لیتا ہے اس بارہ میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے، وہ اپنے روزہ کو پورا کرے، اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے، یہ روزہ ٹوٹتا نہیں ہے اس کو پورا کرے۔

(روزنامہ الفضل 26/ اکتوبر 2004ء)

رمضان مبارک

مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک
تمہیں رحمتوں کا یہ ساماں مبارک

یہ روزہ نہیں ہے دوائی ہے دل کی
اسی سے تو ہوتی صفائی ہے دل کی
ہر اک درد کا یہ ہے درماں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

جو رمضاں کے روزے رکھے جا رہے ہیں
سدا نیکیوں میں بڑھے جا رہے ہیں
انہی پہ ہے فضلوں کی باراں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

جو رمضاں میں مشق ستم کر رہے ہیں
جو قربانیاں بھی بہم کر رہے ہیں
خدا کا یہ فضل اور احساں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

عبادت کریں گے خشوع و خضوع سے
بچائے وہ جائیں گے خوف اور جُوع سے
خدا کا یہی تو ہے فرماں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

عبادت گزاری میں جو طاق ہوں گے
خدا کی نظر میں وہی پاک ہوں گے
وہی ہوں گے شاداں و فرحاں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

رکھیں دن کو روزہ عبادت ہو شب کو
کریں یونہی راضی سدا اپنے رب کو
خدا کے وہی تابع فرماں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

سید اسرار احمد توقیرؔ

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کے بیان کردہ چند اہم تاریخی حقائق

بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے ایک سابق اے۔ ڈی۔ سی مسٹر عطا ربانی کی انگریزی تصنیف جس میں مصنف نے بزعم خود'مسٹر جناح کی طرف سے سرزد ہونے والی تین غلطیاں اپنے رنگ میں بیان کی ہیں، کا مدلل اور دستاویزی جواب معروف اور محقق صحافی منیر احمد منیر نے اپنی تازہ کتاب ''قائداعظم، اعتراضات اور حقائق'' میں تفصیل سے دیا ہے۔ اس کتاب میں متعدد مستند حوالے درج کئے گئے ہیں جن میں تاریخ پاکستان سے متعلق مختلف موضوعات پر سیر حاصل روشنی پڑتی ہے۔ ہم خاص طور پر قارئین ''الفضل'' کی دلچسپی اور معلومات کی خاطر مختلف موضوعات سے متعلق حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کی جانب سے بیان کردہ حقائق اور بیانات جناب منیر احمد منیر کی متذکرہ بالا کتاب سے پیش کرتے ہیں۔

مہاجرین کا بھاری بوجھ اور نوزائیدہ مملکت کی سُرخروئی

ہندوستان کی جانب سے اول روز سے ہی پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے لئے جو گوناگوں مشکلات پیدا کی گئیں مصنف کتاب صحافی منیر احمد منیر ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''ان اقدامات کے نتیجے میں پاکستان پر مہاجرین کا جو بوجھ پڑا اس کا مقصد بھی اس نوزائیدہ مملکت کو ختم کرنا تھا۔ بقول سر ظفر اللہ خاں۔

''.......... میں نے کسی غیر پاکستانی سے سنا کہ ہم قائل ہوگئے کہ پاکستان نے اپنی ہستی کو پورے طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اتنے بڑے امتحان میں سے بچ نکلے ورنہ مہاجرین والا ہی اتنا بڑا معاملہ تھا کہ اس پر ٹوٹ جاتا۔''

(کتاب 'قائداعظم اعتراضات اور حقائق ص45)

فسادات روکنے کے لئے قائداعظم کی مثبت تجویز کا ذکر

منیر احمد منیر تحریر کرتے ہیں:

''لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو پاکستان اور بھارت کا مشترکہ گورنر جنرل بنانے کی تجویز قائداعظم نے مسترد کر دی کہ ایسا ناقابل عمل ہوتا۔ بقول چوہدری ظفر اللہ خان۔

''اس کے تعلق میں ایک جناح صاحبؒ نے تجویز پیش کی جس کا ذکر کہیں نہیں آتا اور وہ بہت ہی معقول تجویز تھی.......... انہوں نے کہا۔ یہ تو میں نہیں مانتا کہ گورنر جنرل ایک ہو۔ ان کا اپنا ہو، ہمارا اپنا ہو۔ لیکن میں یہ ماننے کے لئے تیار ہوں کہ تقسیم کو عمل میں لانے کے لئے جن اختیارات کی ضرورت ہو وہ اختیارات تمہیں بادشاہ برطانیہ کا نمائندہ مقرر کر کے دے دیئے جائیں اور ان معاملات میں تمہارے حکم کی دونوں حکومتیں پابند ہوں اور اس کا تم تقسیم یا جو بھی تعلق ہو اس ضمن میں نفاذ کرا سکو۔ ماؤنٹ بیٹن نے کہا۔ ہز میجسٹی گورنمنٹ کو یہ تجویز پسند نہیں۔ قائداعظمؒ کی اگر وہ تجویز مان لی جاتی تو جتنے فسادات ہوئے یہ رک جاتے.......... وہ تجویز جو قائداعظمؒ نے پیش کی تھی اس پر عمل کرنے سے ماؤنٹ بیٹن کو اختیارات حاصل ہو جاتے۔ لیکن اس کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔''

(کتاب ''قائداعظم۔ اعتراضات اور حقائق'' ص53)

پاکستان ہرگز انگریزوں کی تخلیق نہیں

منیر احمد منیر اپنی کتاب کے ص55 پر بعض غیر ذمہ دار سیاستدانوں کے اس غلط دعوے کی قلعی کھولتے ہیں کہ پاکستان (معاذ اللہ) انگریزوں کی سازش سے بنا۔ اس سلسلہ میں منیر احمد منیر کچھ حقائق بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

یہ جو مختصر جائزہ ہم نے پیش کیا ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انگریز ہر حال میں ہندوستان کو متحد رکھنا چاہتا تھا۔ جب پاکستان ناگزیر ہو گیا تو اس نے کانگریسی قیادت سے مل کر ایسے اقدامات کئے کہ اس ملک کو ورثے میں بے شمار مسائل ملیں تا کہ ہندو کے بقول ''ہم نے پاکستان اس لئے قبول کیا ہے کہ کچھ دیر بعد یہ خود ہی مر جائے'' اور مونٹ بیٹن کے بقول ''ہم محض ایک خیمہ نصب کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔'' اور سر ظفر اللہ خاں کے مطابق۔

''..........اس کی تو تحریری شہادت موجود ہے کہ انگریز پاکستان کے قیام کے سخت خلاف تھے۔ مونٹ بیٹن کو ہندوستان کا وائسرائے مقرر کرتے وقت یہ ہدایت کی گئی تھی کہ کوشش کرو کہ کیبنٹ پلان پر عمل کرا سکو۔ اس نے جائزہ وائزہ لے کے رپورٹ کر دی کہ اس کا امکان تو مجھے نظر نہیں آتا۔ پھر آگے بات نہیں چلی۔ ادھر تو یہ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ انگریز کی پالیسی سارا وقت پاکستان کے خلاف رہی ہے، ہندوستان کے حق میں رہی ہے کیونکہ ہندوستان پاکستان کی نسبت کئی گنا بڑا ملک ہے اور انگلستان چاہتا ہے کہ اس کی دوستی اسے حاصل رہے اور کسی حد تک اس بات میں صداقت بھی ہے۔ ادھر یہ کہتے ہیں کہ یہ بٹ جائیں آپس میں ہندوستان کمزور ہو۔''

(کتاب ''قائداعظم اعتراضات اور حقائق'' ص55،56)

قائداعظم اور لیاقت علی خان کے باہمی اختلافات کا الزام لغو ہے

منیر احمد منیر اپنی کتاب کے ص69 کے شروع میں لکھتے ہیں:۔

''چوہدری ظفر اللہ خاں جنہیں قائداعظمؒ نے وزیر خارجہ نامزد کیا تھا۔ جنوری 81ء میں میں نے ان سے انٹرویو کیا جو مئی 81ء کے آتش فشاں میں چھپا۔ چونکہ ان دنوں یہ موضوع گرم تھا، میں نے چودھری صاحب سے اس کا تذکرہ کیا تھا:

س:۔.......... پچھلے دنوں شریف الدین پیرزادہ نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا کہ گورنر جنرل قائداعظمؒ وزیراعظم لیاقت علی خاںؒ سے ناراض تھے اور ان کی جگہ سردار عبدالرب نشتر کو لا رہے تھے۔

ج:۔..........پیرزادہ کو کس نے بتایا؟

What was Sharif-ud-din Pirzada source of coming to that?

(اس بارہ میں شریف الدین پیرزادہ کا ذریعہ معلومات کیا ہے؟) وہ تو اس وقت کسی گنتی میں ہی نہ تھے۔ اس کا مطلب ہے وہ لیاقت علی خاں کے مقابلے میں قائداعظمؒ کے زیادہ قریب تھے۔ تبھی تو ان کو معلوم ہوا۔ کس حیثیت سے ان کا تعلق تھا جناحؒ صاحب سے آیا ان کے پاس کوئی ایسا سرکاری عہدہ تھا جس کے باعث وہ قائداعظمؒ کے قریب آئے، یا وہ وزیراعظم کے مقابلے میں قائداعظمؒ کے گہرے اور قریبی دوست تھے۔ لوگ سوچتے نہیں۔ فلاں نے کہہ دیا۔ فلاں خواہ بیٹھا ہوا ہو دو ہزار میل پر۔ شریف الدین پیرزادہ زندہ ہیں۔ اگر انہوں نے کہا ہے تو پوچھنا چاہئے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ قائداعظمؒ اس قسم کے آدمی نہیں تھے۔ اول تو وہ اپنے دل کی بات ہر کسی کے ساتھ، میرے خیال میں تو وہ خاص اپنے دل کی بات کسی کے ساتھ بھی نہیں کرتے تھے۔ جتنی زیادہ ضرورت سمجھتے تھے اتنی کرتے تھے اور اگر کوئی شخص کوشش بھی کرے تو اس پر جرح ورح کر کے Try to demonstrate that he was being foolish (اس کے احمقانہ خیال کی قلعی کھول دیتے) اس کے باوجود کون سا موقع تھا یا ان کے ساتھ کون سے ذاتی تعلقات تھے۔ کیبنٹ میں تو وہ تھے نہیں۔ لیکن یہ بات کہ جناح صاحبؒ چاہتے تھے کہ ان کو ہٹا کر نشتر صاحبؒ کو بنا دیں۔ ان کو کیسے معلوم ہو گیا پھر انہوں نے کیا کیوں نہیں؟ If he wanted to do it,he would have done it. (اگر وہ ایسا کرنا چاہتے تو وہ کر گزرتے''۔

(کتاب قائداعظم۔ اعتراضات اور حقائق ص69)

س:..........لیاقت علی خانؒ میں کچھ خوبیاں تو تھیں۔ آخر یونہی تو قائداعظمؒ ان پر اعتماد نہیں کرتے تھے۔

ج:..........یہ انڈین لیجسلیٹو اسمبلی میں جب الیکٹ ہو کے آئے ہیں تو جناح صاحبؒ کے بعد دوسرا نمبر ان کا تھا۔ تب سے لیاقت علی خاںؒ قائداعظمؒ کے بڑے معتمد اور رائٹ ہینڈ مین بنے رہے۔ قائداعظمؒ کو ضرورت تو نہیں تھی کہ کوئی خاصا آدمی ان کا معتمد ہو، لیکن جس پر چاہتے اعتماد کر لیتے۔ لیکن جس پر وہ اعتماد کر سکتے تھے تو قدرتی طور پر وہ ان کے لئے مدو معاون ثابت ہوتا تھا۔ انہوں نے لیاقت علی خان کو پورا اعتماد دیا۔ لیاقت علی خان قائداعظمؒ کی طرح ذہانت و فطانت اور فراست و بصیرت کی ان بلندیوں پر فائز نہیں تھے لیکن ایک اور قابل اعتماد اور قابل بھروسہ آدمی ضرور تھے۔

(کتاب ''قائداعظم۔ اعتراضات اور حقائق ص69،70)

مدھم سی روشنی تھی..........

قائداعظم کی آخری جان لیوا بیماری کے متعلق کچھ تفصیل پیش کرنے کے بعد صحافی منیر احمد منیر لکھتے ہیں:۔

''چوہدری ظفر اللہ خاں جنہیں قائداعظمؒ نے پاکستان کا وزیر خارجہ نامزد کیا تھا، مجھے ایک انٹرویو میں بتایا: ''اگست 47ء میں ہی ان کی صحت کا یہ حال تھا اور انہیں یقیناً اس کا علم تھا کہ ان کی یہ بیماری انہیں موت تک لے جائے گی۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے مس جناح کے ساتھ بات کی کہ ان کی صحت کے متعلق خیال رکھنا چاہئے، آپ ہی قریب رہتی ہیں، جو ڈاکٹر کہیں آپ اصرار سے اس پر عمل کرائیں۔ محترمہ نے کہا: ''میری بھی نہیں مانتے''۔ میں نے خود بات کی تو فرمایا: ''صحت کے اتار چڑھاؤ ہیں جو عارضی ہیں۔'' میرے خیال میں وہ ان سے بخوبی آگاہ تھے اور ہم سب جانتے تھے کہ یہ عارضی نہیں، کیونکہ ہر اتار چڑھاؤ کے بعد ان کی صحت اور گر جاتی تھی۔''

(کتاب ''قائداعظم۔ اعتراضات اور حقائق'' ص101)

شاعر نے کتنا رقت آمیز شعر کہا ہے:۔ ؎

مدھم سی روشنی تھی چراغ امید میں
اے باد مرگ تو نے اُسے بھی بجھا دیا

پاکستان کا آئین فوری طور پر کیوں نہ بن سکا

ایک جذباتی معترض کے اس اعتراض کے جواب میں، کہ شروع میں ہی پاکستان کا آئین کیوں تیار نہیں کیا گیا، صحافی منیر احمد منیر مختلف تاریخی حقائق بیان کرتے ہوئے یہ بھی تحریر کرتے ہیں:۔

''لاکھوں مسلمان بھارتی علاقوں سے پاکستان ہجرت پر مجبور ہوئے۔ یہ انسانی تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت تھی۔ ممالک غیر میں یہ تاثر عام تھا کہ

مہاجرین کے دباؤ تلے ہی یہ ملک ختم ہو جائے گا۔ ایسا نہ ہوا۔ کیونکہ قائداعظم اوران کے رفقائے کار کی ساری توجہ ملک مستحکم کرنے پر رہی۔ ایسے میں آئین کا ثانوی حیثیت اختیار کر جانا فطری امر تھا۔ کیونکہ ضروری تھا پہلے وہ ملک بچایا جاتا جہاں آئین نافذ ہونا تھا۔ اس سلسلے میں جب میں نے قائداعظمؒ کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفراللہ خاں سے ایک انٹرویو میں پوچھا: ”یہ جو کہا جاتا ہے، اگر قائداعظمؒ کی زندگی میں پاکستان کا آئین بن جاتا ہے تو بعد میں پیش آنے والے بہت سے مسائل پیدا نہ ہوتے۔“ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ چوہدری صاحب نے اپنے تجربات اور مشاہدات کی بنا پر اس کا جواب یہ دیا:

”اس وقت پاکستان کو ہر طرف سے اس قدر مشکلات کا سامنا تھا کہ جو نسبتی اہمیت دوسرے امور کو دی جاتی ہے ان عملی مشکلات کے سامنے وہ اہمیت قائم نہیں رہی تھی۔ جس چیز کا دباؤ آ کر پڑتا تھا، توجہ اس طرف ہو جاتی تھی۔ لازماً ہو جاتی تھی ورنہ ملک آگے چلتا ہی نہ۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کانسٹی ٹیوشن (آئین) تو ایک تھیوریٹیکل (کتابی) لحاظ سے بڑی جلدی اور بڑی عمدہ بن جائے اور ملک قائم رہے یا نہ رہے۔ ملک کا قیام ضروری تھا۔ جس کے لئے آئین بننا تھا۔ ملک کے تعلق میں جو مشکلات پیش آ جاتی تھیں ان کا حل کرنا بہرصورت سبقت رکھتا تھا۔ اس بات کی طرف کوئی غور نہیں کرتا کہ ایسے حالات میں پاکستان قائم ہوا کہ تمام دنیا سمجھتی تھی اور ہندوستان کو یقین تھا کہ یہ چند مہینے سے آگے نہیں چل سکے گا۔ پھر ہاتھ جوڑ کر واپس آ جائیں گے کہ ہمیں شامل کر لو۔ ان حالات میں اس کا قائم رہنا، یہ بہت بڑی ہمت کا کام تھا۔“

(صحافی منیر احمد منیر کی کتاب ”قائداعظم۔ اعتراضات اور حقائق“ ص106)

معترض عطا ربانی آخر چودھری صاحب کے قائل ہوگئے

چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں کے حوالے سے قائداعظم پر اعتراض کرنے والے قائد کے ایک سابق اے۔ ڈی۔ سی عطا ربانی کی اپنی ہی کتاب کے حوالے سے صحافی منیر احمد منیر ثابت کرتے ہیں کہ عطا ربانی بالآخر چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں کے تابناک قومی کارناموں کی وجہ سے انہیں زبردست خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس سلسلہ میں منیر احمد منیر تحریر کرتے ہیں:۔

”عطا ربانی کے نزدیک غلام محمد کا بطور وزیر خزانہ اور چوہدری سر محمد ظفراللہ خان کا بطور وزیر خارجہ انتخاب ہی غلط تھا۔ لیکن............ وہ سر چودھری محمد ظفراللہ خاں کی زبردست تحسین کرتے ہیں کہ وہ غلام محمد کے برعکس ”قائداعظم کی توقعات پر پورا اترے اور ملک کے لئے ایک عظیم اثاثہ رہے۔“ اور یہ کہ ”سر محمد ظفراللہ خاں عالمی سطح پر معروف تھے۔ ہیگ میں عالمی عدالت انصاف کے چیف جسٹس رہے۔ اقوام متحدہ کے تحت کئی بین الاقوامی فورموں کے رکن کے طور پر ممتاز رہے اور دنیا بھر میں انہوں نے بے حد عزت پائی۔ انہوں نے اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی فورموں پر ہمارا مقدمہ از حد کامیابی سے پیش کیا، اور اپنے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے روابط پاکستان کے فائدے میں استعمال کئے۔ ان کی عدالتی معاملہ فہمی، بحث کرنے اور گفت وشنید کی مہارت چیلنج نہیں کی جا سکتی تھی۔ وہ ایک باکردار انسان تھے جن کا ریکارڈ صاف ستھرا اور ماورائے آئین ارادوں سے مبرا تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو سیاسی سازشوں سے دور رکھا اور چھٹی دہائی کے آخیر تک مختلف حیثیتوں میں پاکستان کی بے لوثی کے ساتھ خدمت کی۔“

(از کتاب ”قائداعظم۔ اعتراضات اور حقائق“ ص154، 155)

قارئین کرام پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ عطا ربانی صاحب نے قائداعظم کے خلاف اپنی کتاب میں چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں کے حوالے سے جو اعتراض کیا تھا وہ چوہدری صاحب کی کامگار شخصیت اور اعلیٰ لیاقت اور پاکستان کی زبردست خدمت اور بین الاقوامی کامیابیوں اور کامرانیوں کی وجہ سے خود معترض کے قلم سے بالبداہت غلط ثابت ہو گیا ہے۔ یعنی عطا ربانی صاحب نے خود ہی اپنے اعتراض کی وضاحت کے ساتھ نفی کر دی ہے۔

اس صورت حال پر شاعر کا یہ مصرع کتنی عمدگی سے اطلاق پاتا ہے۔ ع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا!!

یورپ میں پردہ اور برقعہ کے خلاف مہم

مکرم سید حسین احمد صاحب

آجکل یورپ والے بھی بعض مشرقی ممالک کے نقش قدم پر چل نکلے ہیں۔ مشرق نے آزادی مذہب کے نام ہر چند قدغن لگا رکھی ہے مثلاً اذان پر پابندی۔ بعض لوگوں کی عبادت گاہوں کے لئے مسجد کے نام کے استعمال پر پابندی۔ کلمہ طیبہ اور مقدس القاب پر پابندی وغیرہ۔ یورپ نے پابندیوں کے بعض دیگر میدانوں میں زور آزمائی کی ٹھان لی ہے۔ پردے، نقاب، برقعے اور مینار بنانے پر پابندی۔ جواز یہ دیا جا رہا ہے کہ عورت کو ہم قیدی بنتے نہیں دیکھ سکتے۔ ہم عورت کی آزادی کے قائل ہیں۔ لہٰذا آزادی دلوانے کے نام پر ہم جبراً مذہبی اقدار و معاملات میں مداخلت کریں گے واللہ اس منطق کو کون سمجھ سکتا ہے۔

بیلجیئم کی پارلیمنٹ نے برقعہ پر پابندی کا قانون منظور کر لیا۔ 29 اپریل 2010 کو یہ قانون قریباً اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا۔ جبکہ خود بیلجیئم کی حکومت ایک غیر متعلقہ معاملے کے انتشار کے باعث ٹوٹ گئی۔ لیکن برقعہ کے قانون پر تمام سیاسی پارٹیاں اور لسانی گروپ جو ہمیشہ الجھتے رہتے تھے اس موقعہ پر متفق ہو گئے۔ اب اس قانون کو سینٹ کی منظوری کا انتظار ہے۔ جو شاید مؤخر ہو جائے کیونکہ آجکل ملک میں کوئی حکومت موجود نہیں۔ یہ قانون چہرہ کو جزوی یا مکمل ڈھانپنے کی ممانعت کرتا ہے جس سے انسان کی شناخت ناممکن ہو جائے،، پبلک مقامات پر اس حلیہ میں آنے پر پابندی عائد کرتا ہے۔ ہاں موٹر سائیکل سواروں کے لئے Helmets کے استعمال کے وقت چہرہ کو ڈھانپنے کی اجازت ہے۔ وہ افراد جو پبلک مقامات پر برقعہ میں ملبوس پائے گئے انہیں 15 تا 20 یورو جرمانہ اور دو ہفتہ جیل کی سزا دی جائے گی۔ اس قانون سازی کے پس پردہ یورپین حکومتوں کی وہ بے چینی ہے جو انہیں پبلک میں قدامت پرست مسلمانوں کی موجودگی کی بنا پر محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ خاص کر Islamo Phobia کے سلسلہ میں اپنے خدشات ظاہر کر رہے ہیں۔ بیلجیئم وہ پہلا یورپی ملک ہے جس نے پبلک مقامات پر نقاب یا برقعہ کے استعمال کو غیر قانونی قرار دیا ہے۔

آیئے اب فرانس چلتے ہیں۔ جو یورپ میں بے پردگی، فیشن پرستی اور عریانیت کا گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ فرانسیسی پارلیمنٹ نے 11 مئی 2010 کو بذریعہ ریزولیوشن چہرے کو نقاب کے ذریعے مکمل طور پر ڈھانپنے کے عمل کی مذمت کی ہے۔ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ اس قرارداد کے ذریعے نقاب پر پابندی کے قانون کو منظور کرانے میں پہلا قدم قرار دیا جا رہا ہے۔ صدر سارکوزی کی دائیں بازو UMP پارٹی اور اپوزیشن سوشلسٹ پارٹی دونوں نے مل کر باہمی اتحاد کا غیر معمولی مظاہرہ کیا جبکہ اس قرارداد کی توثیق کر دی گئی اس قرارداد میں نقاب کو ”مملکت کی اقدار کے برخلاف“ قرار دیا گیا ہے۔ وزیر انصاف Madame Michele Alliot-Marie نے اسمبلی میں ووٹ سے قبل کہا کہ مکمل نقاب کا استعمال ہمارے اقدار اور اصولوں کو چیلنج کرتا ہے۔ حکومت اس قسم کے طریق کار کے خلاف تمام ذرائع کے ساتھ برسرپیکار رہے گی۔ جو مملکت کے اقدار کے خلاف ہے۔

ہالینڈ اور اٹلی کے سیاستدانوں نے کئی مرتبہ اس قسم کی پابندیوں کو نافذ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ جرمنی کی ممبر پارلیمنٹ Silvana Koch نے سارے یورپ میں برقعہ پر پابندی کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر قسم کے برقعہ پر پابندی عائد ہونی چاہئے۔ اسے حقوق نسواں پر حملہ کہا ہے۔ ایک چلتا پھرتا جیل خانہ ہے۔ ہم یورپ میں ایسی اقدار کی تائید نہیں کرتے جو نقاب سے وابستہ ہیں، کینیڈا کا صوبہ Quebec بھی یورپ کی نقالی کرنے کی تیاری میں ہے۔ حکومت سپین کیوں پیچھے رہے۔ آخر یہاں 500 سال مسلمان حاکم رہے ہیں۔ حکومت سپین برقعہ پر پابندی کا نیا قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پبلک مقامات پر یہ پابندی عائد کی جائے گی، مذہبی آزادی کے اس نئے قانون کی وضاحت کرتے ہوئے وزیر انصاف نے بیان جاری کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ برقعہ کے ذریعہ انسانی احترام قائم نہیں رہتا اور پبلک مقامات پر انسانی شناخت میں مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان پر پابندی عائد کی جا رہی ہے۔ اس قانون کے تحت سکولوں میں صلیب کی نمائش پر بھی پابندی ہوگی۔ یاد رہے کہ سپین میں بڑی بھاری اکثریت رومن عیسائیوں کی ہے۔

اس تمام صورتحال میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ اہل یورپ کو اپنی قومی اور ”مذہبی اقدار“ کی حفاظت دامنگیر ہے، ایک زمانہ تھا کہ یورپ کے شاہی خاندان کی خواتین کے اقدار میں یہ بات شامل تھی کہ ان کے لباس لمبے ہوتے جو سر اور جسم کو ڈھانپتے۔ خاوند کی وفات پر یورپین بیوگان اور دیگر خواتین کئی کئی ماہ کا سوگ مناتیں۔ جس میں سیاہ لباس جو سر اور چہرے کو نقاب سے مکمل ڈھانپتا تھا استعمال کیا جاتا رہا اور یہ رواج اب بھی جاری ہے۔ آج بھی گرجا گھروں میں عبادت کے لئے عیسائی خواتین اپنے جسم اور سر پورے احترام کے ساتھ ڈھانپ کر عبادت کرتی ہیں۔ یہ پابندی دراصل ان خواتین کی آزادی پر حملہ ہے جو اپنی مرضی اور خواہش سے برقعہ کا استعمال کرتی ہیں۔ احمدی بچیوں نے برقعہ کی پوری پابندی کے ساتھ یورپ کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں مثلاً آکسفورڈ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ نیز احمدی لیڈی ڈاکٹروں نے ہر شعبہ میں پردہ کے ساتھ تعلیم حاصل کی اور مریضوں کی خدمت کی۔ یورپین اقوام جو جمہوریت، آزادی، انصاف اور مساوات کے علمبردار بننے کا پرچار کرتے نہیں تھکتے، وہ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق ہی قوم کے سامنے اپنے نظریات پیش کرتے ہیں اور پھر اپنے اپنے ملک میں اسے نافذ بھی اپنی مرضی سے ہی کرتے ہیں۔ دوسری جانب ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے خلاف کارٹونوں کی اشاعت کی آزادی دی جاتی ہے اور آزادی صحافت اور آزادی رائے کا جواز پیش کیا جاتا ہے اور یوں کروڑوں مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے جاتے ہیں اور خود یورپ کی چند ہزار مسلمان خواتین کے برقعہ اور نقاب کو آزادی پر حملہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی پابندیوں کے ذریعہ اسلام اور یورپ میں موجود فاصلہ مزید بڑھے گا اور تصادم کے امکانات زیادہ ہونے کا خطرہ ہے۔ اسلام نے پردہ کے ذریعہ عورت کی عزت اور عصمت کی حفاظت کی۔ اسے معاشرے میں خاص مقام دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی معاشرہ کو عورت کے احترام کی تلقین کی ہے۔

مکرم طاہر محمود احمد صاحب

ذکرِ الٰہی اور اس کے فضائل و برکات

قلوب کو ذکر سے طمانیت حاصل ہوتی اور انسان رضوان اللہ کا وارث بنتا ہے

خالق کائنات نے اپنی قدرتِ کاملہ سے زمین و آسمان کو تخلیق کیا۔ اس میں ہر قسم کی مخلوق پیدا کی۔ ان میں سے اشرف المخلوقات انسان کو قرار دیا۔ خداتعالیٰ نے انسان کی ضروریاتِ زندگی کے لئے قسما قسم کے کھانے اور پینے کے سامان مہیا کیے۔ اس کے دل بہلانے کے لئے چرند پرند اور کئی رنگوں کی مخلوق پیدا کی۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اس ہستی کی عبادت کرے اور ہر دم اس کی یاد میں کھویا رہے جس نے اس پر بے انتہاء احسانات کیے۔ اُسی کے عشق میں ڈوب جائے اور اس کی یاد میں محو ہو جائے۔ اسی کے احسانوں کے تذکرے کرتا رہے اور اس کی صفاتِ حسنہ کے گُن گاتا رہے۔ کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کوئی کسی سے عشق کرے اور پھر اس کا ذکر اس کی زبان پر نہ آئے۔

کتنا سچا اور حقیقی یہ شعر ہے۔

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

حقیقی ذکرِ الٰہی کی چار اقسام

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں۔

’’جو واقعہ میں ذکر اللہ ہیں اور جن کا قرآن کریم میں بڑے زور سے حکم دیا گیا ہے‘ وہ ذکر اَور ہیں اور وہ چار طرح کے ہیں۔ ان کا چھوڑنا بہت بڑے ثواب سے محروم رہنا ہے۔ اس لئے ان کو کبھی ترک نہیں کرنا چاہئے۔ ان میں سے پہلا ذکر نماز ہے۔(2) قرآن کریم کا پڑھنا۔(3) اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان تکرار سے اور ان کا اقرار کرنا اور ان کی تفصیل اپنی زبان سے بیان کرنا۔(4) جس طرح خداتعالیٰ کی صفات کو علیحدہ اور گوشے میں بیان کرنا اسی طرح لوگوں میں بھی ان کا اظہار کرنا۔

(ذکرالٰہی۔انوار العلوم جلد 3۔صفحہ 500)

ذکرِ الٰہی کی ایک صورت نماز

حضرت مسیح موعودفرماتے ہیں۔

’’نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمدِ الٰہی ہے۔ استغفار ہے اور درود شریف تمام وظائف اور اَوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر ایک قسم کے غم وہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔...... نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔‘‘

(الحکم مورخہ 31 مئی 1903ء صفحہ 9)

قرآن کریم بطور ذکر

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں۔

’’دوسرا ذکر قرآن کریم ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے......(الحجر:10) کہ ہم نے ہی ذکر اُتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن کریم کے نازل کرنے کو ذکر کا نازل کرنا قرار دیا ہے۔

(ذکرالٰہی۔انوار العلوم جلد 3 صفحہ 500-501)

ذکرِ الٰہی، نماز کے علاوہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

’’ذکر نماز کے علاوہ ہے کیونکہ نماز میں ہی اگر صفات اللہ کا بیان کرنا کافی ہوتا تو پھر خداتعالیٰ یہ کیوں فرماتا...... کہ جب تم نماز پڑھ چکو تو پھر اللہ کا ذکر کرو۔ کھڑے ہو کر‘ بیٹھ کر‘ لیٹ کر۔ پھر فرماتا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ...... (النور:38) اس آیت میں خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں کہ ان کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہیں روکتی کیونکہ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جبکہ آنکھیں اور دل منقلب ہو جائیں گے۔ یہاں نماز کے علاوہ ایک ذکر اللہ بیان فرمایا ہے۔

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 500 تا 502)

علی الاعلان صفات باری تعالیٰ کا بیان

چوتھا ذکر یہ فرماتا ہے کہ خداتعالیٰ کی صفات کو علَی الْاِعلان لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔......(المدثر:2 تا 8) ان آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ کھڑا ہو جا اور تمام لوگوں کو ڈرا دے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ خداتعالیٰ کی بڑائی لوگوں کے سامنے بیان کرنا چاہئے۔ یہ تو ہوئے وہ ذکر جن کے کرنے کا خداتعالیٰ نے حکم دیا ہے۔‘‘

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 500 تا 502)

ذکرِ الٰہی کی فضیلت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو سب سے بہتر اور سب سے پسندیدہ ہو اور سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہو اور اس سے بہتر ہو کہ کوئی جہاد کے لئے جائے اور دشمنوں کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو جائے۔ صحابہؓ نے کہا فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الذکر)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکرِ الٰہی کا درجہ بہت بلند ہے۔ صحابہؓ نے کہا۔ یارسول اللہؐ کیا جہاد سے بھی اس کا درجہ بلند ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ وجہ یہ کہ ذکر الٰہی جہاد کی ترغیب دیتا ہے۔

بہترین ذکر

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین ذکر ہے لا الٰہ الا اللّٰہ (یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اور بہترین دعا الحمدللّٰہ ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب دعوۃ المسلم مستجابۃ)

دو کلمات کی فضیلت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم کی نسبت فرمایا۔

کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ جو زبان سے کہنے میں چھوٹے ہیں مگر جب قیامت کے دن وزن کئے جائیں گے تو ان کا اتنا بوجھ ہوگا کہ ان کی وجہ سے نیک اعمال کا پلڑا بہت بھاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں۔

(بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ)

زندگی بخش ذکر الٰہی

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکرِ الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔ مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ گھر جن میں خداتعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خداتعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا‘ ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ۔ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ و جوازھا فی المسجد)

ذکر بطور صدقہ

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے جسم کا ہر حصہ نیکی اور صدقہ میں شامل ہو سکتا ہے۔ ہر تسبیح صدقہ ہے‘ الحمدللّٰہ کہنا صدقہ ہے‘ لا الٰہ الا اللّٰہ کہنا صدقہ ہے‘ تکبیر کہنا صدقہ ہے‘ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے‘ برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ان سب نیکیوں کے برابر ہے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ)

جنت کا ایک خزانہ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لاحول پڑھا کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں برائیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکیوں کے کرنے کی قوت۔

(بخاری کتاب الدعوۃ باب قول لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

خدا اور بندے کے ذکر میں نسبت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا۔ اور اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر میری طرف وہ ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

مجالسِ ذکر جنت کے باغات

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے لوگو! جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو۔ ہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! جنت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(قشیریہ باب الذکر صفحہ 111)

فرشتوں کو مجالسِ ذکر کی تلاش

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ

فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس سایۂ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اُٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں۔ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے۔ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں، اے میرے رب۔ انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ان کی کیا کیفیت ہوگی اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے اس پر کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں؟ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا وہ وہاں سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

ذکر کے فوائد

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:۔

''سب سے بڑا فائدہ جو ذکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے وہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ نیک کام ہے اس لئے دوسرے کاموں کی طرح اس سے خدا راضی ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس سے خاص طور پر راضی ہوتا ہے کیونکہ جس قدر کوئی بڑا کام ہو اسی قدر اس کا بڑا انعام بھی دیا جاتا ہے۔ ذکر کے متعلق ایک جگہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ کہ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ ......(التوبہ:72) کہ سب سے بڑا انعام رضوان اللہ ہے۔ چونکہ اکبر کا انعام بھی اکبر ہی ہوسکتا ہے۔ اصغر نہیں۔ اس لئے ان دونوں اکبروں نے بتا دیا کہ رضوان اللہ کس کے بدلہ میں ملتی ہے۔ ذکر اللہ کے بدلہ میں اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دوسرے انعامات کو بیان فرما کر وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ سے بتلا دیا کہ رضوان کوئی اور نئی چیز ہے اور یہ سب سے اکبر ہے اور واقعہ میں بندہ کے لئے سب سے بڑا انعام یہی ہے کہ اللہ اس پر راضی ہو جائے۔ اس بڑے انعام کو حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرما دیا کہ ذکر اللہ کرو گے تو یہ دوسرا اکبر جو رضوان اللہ ہے مل جائے گا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ ...... (الرعد:29) قلوب کو ذکر سے طمانیت حاصل ہوتی ہے کیوں؟ اس لئے کہ گھبراہٹ اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان یہ سمجھے کہ میں اس مصیبت سے ہلاک ہونے لگا ہوں اور اگر اسے یہ یقین ہو کہ ہر ایک مصیبت اور تکلیف کا علاج ہے تو وہ نہیں گھبرائے گا۔ پس جب کوئی شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ غیر محدود طاقتیں رکھتا ہے اور ہر قسم کی تکلیفوں کو دور کرسکتا ہے تو اس کا دل کہتا ہے کہ جب میرا ایسا خدا ہے تو پھر مجھے کسی مصیبت سے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ خود اس کو دور کر دے گا اس طرح اس کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

(ذکرالٰہی۔انوارالعلوم جلد3 صفحہ 534-535)

ذکر الٰہی کرتے وقت کی پانچ حالتیں

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں۔

''قرآن کریم سے جو ذکرِ الٰہی کرنے کی حالت معلوم ہوتی ہے اس میں یہ کہیں نہیں کہ ذکر الٰہی کرتے ہوئے غشی آ جاتی ہے اور بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ یا سننے والے سر مارنا اور اچھلنا شروع کر دیتے ہیں......

...... ذکرِ الٰہی کرنے والوں کی یہ حالتیں ہوتی ہیں۔ (1) مومن جب ذکر اللہ کرتے ہیں تو ان کے دل ڈر جاتے اور ان میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ربّ بڑی شان والا اور شوکت والا ہے۔ (2) اِقْشِعْرَار ہو جاتا ہے۔ یعنی خوف سے ان کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (3) کہ ان کے بدن ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں۔ (4) وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ یعنی عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (5) رونے لگ جاتے ہیں۔ یہ پانچ حالتیں ہیں جو خدا تعالیٰ نے بتائی ہیں۔ اگر ناچنا کودنا بیہوش ہونا اور زور زور سے چیخنا بھی ہوتا تو خدا تعالیٰ ان کو بھی بیان کرتا اور فرما دیتا کہ مومن وہ ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو اپنے کپڑے پھاڑ کر پرے پھینک دیتے ہیں اور کودنے شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ یا الٹے لٹک کر سر ہلانا اور حال کھیلنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو ان میں سے کوئی ایک بات بھی بیان نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کا ذکر الٰہی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔''

(ذکرِ الٰہی۔انوارالعلوم جلد3 صفحہ 497)

رات کے وقت ذکرالٰہی

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:۔

''جب سونے لگے تو کوئی ذکر کر کے سوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رات کو ذکر کرنے کے لئے پھر اس کی آنکھ کھل جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سونے سے پہلے یہ ذکر کیا کرتے تھے۔ آیت الکرسی پھر تینوں قُل ایک ایک دفعہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور ہاتھ سارے جسم پر پھیرتے اور ایسا تین دفعہ کرتے تھے اور پھر دائیں طرف منہ کر کے یہ عبارت پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ ......

...... (ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی الدعاء اذا اوی الی فراشہ)

اسی طرح ہر ایک مومن کو چاہئے اور پھر چارپائی پر لیٹ کر دل میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ یا کوئی اور ذکر جاری رکھنا چاہئے حتیٰ کہ اس حالت میں آنکھ لگ جائے۔ کیونکہ جس حالت میں انسان سوتا ہے عام طور پر وہی حالت ساری رات اس پر گزرتی رہتی ہے۔ اس لئے جو شخص تسبیح وتحمید کرتے سوئے گا۔ گویا ساری رات اسی میں لگا رہے گا۔ دیکھو عورتیں یا بچے اگر کسی غم اور تکلیف میں سوئیں۔ تو سوتے سوتے جب کروٹ بدلتے ہیں۔ تو دردناک اور غمگین آواز نکالتے ہیں۔ کیونکہ اس غم کا جو سوتے وقت ان کو تھا ان پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی تسبیح کرتے سوئے گا۔ تو جب کروٹ بدلے گا اس کے منہ سے تسبیح کی آواز ہی نکلے گی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہوتے ہیں کہ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ ...... (السجدہ : 17) یعنی ان کے پہلو بستروں سے اٹھے رہتے ہیں اور وہ خوف اور طمع سے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے۔ اس سے خرچ کرتے ہیں۔ بظاہر تو یہ بات درست نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوتے تھے اور دوسرے سب مومن بھی سوتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ چونکہ وہ تسبیح کرتے کرتے سوتے ہیں۔ اس لئے ان کی نیند نیند نہیں ہوتی بلکہ تسبیح ہی ہوتی ہے۔ اور اگرچہ وہ سوتے ہیں مگر درحقیقت سوتے نہیں۔ ان کی کمریں بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ اور وہ خدا کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں۔''

(ذکرِ الٰہی۔انوارالعلوم جلد3 صفحہ 513)

ذکر کے متعلق احتیاطیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

''مجلس میں اونچی آواز سے ذکر نہ کیا جائے۔ بعض دفعہ اس طرح رِیاء پیدا ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ دوسرے لوگوں کو ذکر کرنے یا نماز پڑھنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو بات نئی اختیار کی جائے۔ وہ بوجھل معلوم ہوتی ہے اور اس کے کرنے سے دل گھبراتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذکر کرنے میں دل نہیں لگتا۔ لیکن کیا ایک ہی دن میں کوئی شخص کسی فن میں کامل ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ آہستہ آہستہ اور کچھ مدت کے بعد ایسا ہوتا ہے۔ پس اگر ابتداء میں کسی کا دل نہ لگے۔ اور اسے بوجھ سا معلوم ہو تو وہ گھبرائے نہیں۔ آہستہ آہستہ دل قبول کر لے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ذکر کو قائم رکھا جائے۔ پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ذکر کرنے میں لذت بھی آ جاتی ہے۔ مگر انہیں چاہئے کہ نفس کے لئے لذت نہ تلاش کریں۔ اور ذکر کرنے کے وقت یہ نیت نہ ہو کہ لذت حاصل ہو۔ بلکہ عبادت سمجھ کر کرنا چاہئے۔ کیونکہ لذت اصل چیز نہیں ہے۔ اصل چیز عبادت ہے۔ اور عبادت اسی وقت قبول ہوتی ہے جبکہ عبادت سمجھ کر کی جائے۔

(ذکرالٰہی۔انوارالعلوم جلد3 صفحہ 508، 509)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں ذکرالٰہی کرنے کی توفیق دے اور اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ آمین

❁......❁......❁

بقیہ صفحہ 6

دیئے۔ یہ سب اتنی جلدی کیسے ہوا یہ انسانی طاقت سے باہر ہے، ایک قبر کھود کر گورکن تھک جاتا ہے اور یہاں ایک سو قبریں۔ ہر خادم نے اپنی ہمت سے بڑھ کر کام کیا اپنی طاقت سے اپنی جرأت اور خلوص ومحبت سے یہ سب کام ہوا۔ اتنا مکمل اور وسیع انتظام اتنی مکمل تنظیم، مکمل وجود۔ انہیں کون شکست دے سکتا ہے۔ یہ انسان خدا کو ماننے والے ہی نہیں بلکہ خدا پر مکمل یقین رکھنے والے، اس کے سامنے گڑگڑانے والے وجود ہیں۔ جنہوں نے انسانوں کے آگے گڑگڑانا نہیں سیکھا۔ ان کے سامنے اپنا مقدمہ رکھنا نہیں سیکھا۔ ہمارے مقدمے ہمارے خدا کے سامنے ہیں، ہمارے وکیل بہتے آنسو، سسکتی آہیں اور دعائیں ہیں جو عرش معلیٰ کو ہلا دیں گی۔ انشاءاللہ

ہمارے شہیدا اپنے لہو سے وہ چراغ روشن کر گئے ہیں۔ جنہیں مؤرخ برسوں یاد رکھے گا۔ ہر گھر کی تاریخ وہاں سے شروع ہوگی۔ ہر نسل فخر سے ذکر کرے گی۔ ہر بیوہ وقار سے جئے گی۔ ہر یتیم خودداری سے زندگی گزارے گا۔ ہر بہن مان سے اور ہر بھائی دوسرے کے لئے جئے گا۔ والدین کا عصا آنے والی نسلیں بنیں گی۔ یہ داستانیں آنے والی نسلیں سنیں گی اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

❁......❁......❁

مکرم ضیاء الدین حمید ضیاء صاحب جرمنی

میری اہلیہ مکرمہ محمودہ صاحبہ کی یاد میں

میری اہلیہ مکرمہ محمودہ صاحبہ نے اپنی زندگی کے 57 سال میرے ساتھ ایک بہترین ساتھی، بہت محبت کرنے والی، فرمانبردار اور ہر خوشی اور غمی میں میرا ساتھ دینے والی شریک حیات کے طور پر گزارے۔ آپ حضرت حکیم چراغ الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی پوتی، حضرت منشی عبدالحق صاحب کاتب رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی، مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم کی بہن اور حضرت حکیم نظام الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود جو کشمیر کے پہلے مربی تھے کی بہو تھیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام سکینہ بی بی تھا۔

7 مارچ 2006ء کی شام کو 3 بجکر پندرہ منٹ پر اچانک وہ چلتی پھرتی مجھے اس دنیا میں اکیلا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور مسکراتی ہوئی حاضر ہوگئی۔

صبح بہت سویرے وہ اٹھی وضو کیا اور حضرت ام ناصر صاحبہ کی ایک قمیص جو کہ ایک خواب کی بناء پر آپ نے ازراہ شفقت ان کو عطا فرمائی تھی کو پہنا اور نماز تہجد ادا کی اور دیر تک ذکر الٰہی میں مصروف رہیں اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن کریم کرتی رہیں اور دن کے 10 بجے نماز اشراق کے نوافل ادا کئے۔

ظہر وعصر کی نمازیں پڑھنے کے بعد ہم دونوں گھر کا سودا سلف خریدنے کے لئے مارکیٹ چلے گئے۔ مارکیٹ سے واپسی پر راستے میں بچوں اور عزیزوں کی باتیں کرتے آرہے تھے، گھر ابھی سو گز کے فاصلے پر تھا تو کہنے لگیں میرا آخری وقت آگیا ہے اور قبلہ رخ دو زانو زمین پر بیٹھ گئیں اور ساتھ ہی دم دے دیا۔ ڈاکٹروں نے پوری کوشش کی لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوچکی تھیں اس دنیا سے ان کا رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی پوری کوشش کرنے کے بعد کہا مجھے افسوس ہے۔ ہم کچھ نہیں کرسکے۔ اس قسم کی موت ہزاروں میں کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے۔ ایک منٹ میں تمام نظام فیل ہوگیا ہے۔ وہ زندگی میں ہر کسی سے یہی کہا کرتی تھیں کہ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو کسی کا محتاج نہ کرے اور میں چلتی پھرتی اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہوجاؤں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا اور خواہش قبول فرمالی۔

منگل کی شام کو وفات ہوئی اور جمعۃ المبارک کو ناصر باغ گروس گیراؤ میں نیشنل امیر جرمنی مکرم ومحترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ دفنانے کے لئے احمدی احباب اور مستورات کے علاوہ محلّہ کی جرمن عورتیں اور مرد بھی آئے ہوئے تھے بلکہ ایک جرمن عورت جو بیمار تھی 30 کلومیٹر سے خود کار چلا کر آئی ہوئی تھی۔ تدفین کے بعد Riedstadt کے امیر مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب نے دعا کروائی۔ Wolfkehlen بھی ریڈاسٹڈ کا ہی محلّہ ہے۔ چند دنوں کے بعد ایک خاتون نے خواب دیکھا کہ خالہ جی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں اور حضور خالہ جی سے دریافت فرماتے ہیں۔ زبیر صاحب کب آئیں گے؟ خالہ جی جواب میں کہتی ہیں۔ ڈیڑھ ماہ تک آجائیں گے۔ اتنے میں ایک لڑکی جس کا نام ھدیٰ ہے وہ آتی ہے پہلے خالہ جی کی طرف دیکھتی ہے پھر حضور سے عرض کرتی ہے کہ حضور ہم چار بہنیں ہیں بھائی کوئی نہیں۔ دعا کریں اللہ میاں ہمیں بھی بھائی عطا فرماوے اور اپنے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہے۔

ڈیڑھ ماہ بعد زبیر صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ ایک سال کے اندر اللہ تعالیٰ نے ھدیٰ کو بھائی سے نواز دیا اور ھدیٰ کی منگنی ہوگئی۔

نوٹ:۔ زبیر صاحب کا پورا نام محمد شفیع زبیر تھا اور وہ جامعہ احمدیہ میں انسٹرکٹر ہوا کرتے تھے اور حضور کی حفاظت خاص میں بھی خدمت بجالاتے رہے ہیں۔

محمودہ کو خلافت سے اور خاندان حضرت مسیح موعود کی خواتین مبارکہ سے بہت لگاؤ تھا اور جب کبھی صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان سے تشریف لاتے تو آپ حضرت چھوٹی آپا سے عرض کرتیں کہ میرے غریب خانہ پر میاں صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کو لے کر تشریف لائیں اور حضرت چھوٹی آپا صاحبہ محمودہ کی درخواست منظور فرماتیں۔ اسی طرح حضور کی ملاقات کے لئے جب جاتیں تو خالی ہاتھ نہ جاتیں ملاقات کے وقت حضور کی خدمت میں پیش کر دیتیں اور حضور بھی ازراہ شفقت قبول فرمالیتے۔

حضرت آپا ناصرہ صاحبہ والدہ ماجدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جب کبھی ہمارے گھر محلّہ دارالعلوم شرقی ربوہ میں تشریف لاتیں تو بہت خوش ہوتیں۔ آپ فرماتیں کہ محمودہ تمہارا گھر مجھ کو بہت پیارا لگتا ہے۔ تم خاص کر صفائی کا بہت خیال رکھتی ہو اور چائے وغیرہ کے برتن بھی بہت صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ مجھے تمہارے گھر کی چائے، پکوڑے اور کباب بہت پسند ہیں۔ پھر جو لجنہ کی ممبرات بیگم صاحبہ سے ملنے کے لئے تشریف لاتیں تو محمودہ بہت ڈسپلن اور وقار کے ساتھ ملاقات کرواتیں۔ یہ دیکھ کر بیگم صاحبہ بہت خوش ہوتیں اور فرماتیں محمودہ تمہارے گھر ملاقات کروانے کا بھی بہت سلیقہ ہے۔ ایسا میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔

آپ محلّہ دارالعلوم شرقی کی ایک لمبا عرصہ لجنہ کی صدر رہی ہیں۔ جرمنی آنے کے بعد یہاں بھی آپ لجنہ اوذن والڈ کی صدر رہی ہیں۔ یہاں جرمنی سے جب کبھی آپ ربوہ تشریف لے جاتیں تو خاندان کی خواتین مبارکہ کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ تحفہ لے جاتیں۔ کسی سے دعا کے لئے عرض کرنا ہوتا تو پہلے کچھ نہ کچھ نذرانہ ضرور دیتیں پھر دعا کے لئے عرض کرتیں۔

آپ قادیان صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو باقاعدہ رقم بھجواتی تھیں کہ میری طرف سے اتنی رقم لنگرخانہ حضرت مسیح موعود کے لئے اور اتنی رقم درویشوں کے لئے اور اتنی رقم آپ کے لئے۔ اسی طرح ربوہ میں بھی لنگرخانہ حضرت مسیح موعود کے لئے اور غرباء کے لئے بھجوایا کرتی تھیں۔

آپ نے گھر میں ایک ڈبہ رکھا ہوا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد اس میں بطور صدقہ کچھ نہ کچھ ضرور ڈالتیں اور اپنے بچوں سے بھی فرماتیں کہ روزانہ صبح صدقہ نکال کر گھر لے جایا کرو اور پھر یہ رقم ربوہ میں جب آتیں تو غرباء میں تقسیم کردیتیں۔

محلے کے بچے جب کوئی امتحان وغیرہ ہوتے تو آپ سے دعا کے لئے عرض کرتے کہ خالہ جی ہمارے لئے دعا کریں ہم اچھے نمبروں میں پاس ہو جائیں تو آپ بچوں سے فرماتیں پہلے دکان سے ایک ڈبل روٹی خرید کر لاؤ اور جھیل پر جا کر بطخوں کو ڈال کر آؤ تو میں تمہارے لئے دعا کروں گی۔ بچے جب پاس ہوجاتے تو مٹھائی کا ڈبہ لے کر آتے اور کہتے خالہ جی آپ نے ہمارے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اول پوزیشن عطا فرمائی۔ تو آپ ان بچوں سے مٹھائی لے کر ذرا سی چکھ کر پھر بچوں میں ہی بانٹ دیتیں اور ان سے کہتیں بچو آئندہ آپ حضور اقدس کی خدمت میں کم از کم ہر ماہ دعا کے لئے خط لکھا کریں اور خود بھی اپنے لئے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خادم دین بنائے۔ اپنے ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور حضور کی برکات سے مستفید فرمائے۔ آمین

خلافت کی برکات کا ذکر ہوا ہے۔ میں یہاں ایک واقعہ لکھنا چاہتا ہوں۔ یوں تو ہم ہر روز احمدیت اور خلافت کی برکات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ شروع شروع کا واقعہ جب ربوہ میں جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔ ہوا یوں کہ ہم لاہور سے جلسہ سالانہ کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ میرے چند دوستوں نے کہا کہ جلسہ پر سائیکلوں پر جائیں گے میں نے کہا ٹھیک ہے۔ محمودہ سے میں نے کہا آپ دونوں بچوں کو لے کر ربوہ بذریعہ بس آجائیں میں سائیکل پر آؤں گا۔ ان دنوں لاہور سے ربوہ کا کرایہ صرف 3 روپے ہوتا تھا۔ جلسہ ختم ہونے پر محمودہ نے کہا کہ ہم واپس لاہور سیدھے نہ جائیں پہلے درویشکے اور کوٹ قادر کے جائیں گے۔ یہ دونوں گاؤں گوجرانوالہ سے تقریباً 15 کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے صبح نماز پڑھتے ہی بس پکڑ لیں گے۔ صبح کو بس پر بیٹھ کر پنڈی بھٹیاں آگئے وہاں پر معلوم ہوا کہ حافظ آباد جانے والی بس صرف ایک ہے جو حافظ آباد سے 11 بجے آتی ہے اور ایک بجے واپس چلی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بس نہیں۔ میں نے محمودہ سے مشورہ کیا کہ ابھی تو صبح کے 5 بجے ہیں۔ سائیکل ہمارے پاس ہے کیوں نہ سائیکل پر چلیں۔ محمودہ نے کہا ٹھیک ہے ہم نے سوٹ کیس کو ہینڈل کے ساتھ باندھ لیا اور بڑی بچی کو آگے بٹھالیا اور محمودہ چھوٹے بچے کو اپنی گود میں لے کر پیچھے بیٹھ گئیں۔ جب ہم حافظ آباد پہنچے تو سائیکل پنکچر ہوگئی۔ پنکچر لگوایا۔

کھانا وغیرہ کھایا اور کچھ آرام کرنے کے بعد ہم درویشکے کے لئے روانہ ہوگئے۔ سیم نالے کے ساتھ ساتھ ایک کچی سڑک تھی اور ہمیں معلوم نہیں تھا کہ دریشکے یہاں سے کتنی دور ہے۔ تقریباً 10 کلومیٹر گئے ہوں گے کہ سائیکل نے جواب دے دیا دوبارہ پنکچر ہوگئی۔ اب شام بھی ہورہی تھی۔ قریب ایک گاؤں تھا ہم نے سوچا اس گاؤں میں رات گزار لیں تو بہتر ہوگا۔ ایک لڑکا مویشیوں کو لے کر گاؤں کی طرف جارہا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ بیٹا اس گاؤں میں کوئی احمدیوں کا گھر بھی ہے تو اس نے کہا ایک ہی گھر ہے اور وہ جو چوبارہ نظر آرہا ہے۔ وہی گھر ہے۔ ہم اس گھر گئے۔ آواز دی اندر سے ایک بزرگ تشریف لائے۔ ہم نے اپنا تعارف کرایا۔ تو انہوں نے نہایت محبت سے فرمایا اندر تشریف لے آئیں اور کہا میرا بیٹا گوجرانوالہ گیا ہوا ہے جب آئے گا تو آپ کی سائیکل ٹھیک کردے گا اور میری بیٹی باہر گئی ہوئی ہے وہ آتی ہی ہوگی اور آپ کے لئے کھانا تیار کردے گی اور وہ بزرگ ہمیں بالاخانے پر لے گئے اور ہمارے لئے بستر لگا دیئے اور خود نیچے جا کر انہوں نے ایک مرغا ذبح کیا اور جب ان کی بیٹی آئی تو ہمارے بارے میں بتلایا۔ اس کو تو اتنی خوشی ہوئی کہ جیسے پتہ نہیں کیا مل گیا ہے اور اس نے دیسی گھی کے پراٹھے پکائے اور مرغ کا سالن تیار کیا۔ کھانا تیار کرکے اوپر بالاخانے پر ہی لے آئی کھانا بہت ہی لذیذ اور مزیدار تھا۔ کھانے سے فارغ ہوکر نمازیں ادا کیں اور آرام دہ بستروں میں سوگئے۔ صبح فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ناشتہ تیار تھا۔ پراٹھے اور انڈے فرائی کئے ہوتے تھے۔ ناشتہ سے فارغ ہوکر ہم نے میزبانوں سے اجازت مانگی تو انہوں نے راستے کے لئے بھی پراٹھے اور فرائی انڈے ساتھ باندھ دیئے۔ محمودہ کے ٹاپس جو انہوں نے پہن رکھے تھے اس بچی نے بہت تعریف کی۔ تو محمودہ نے اپنے کانوں سے وہ ٹاپس اتار کر اس بچی کو تحفۃً دے دیئے۔ ٹاپس لے کر وہ بچی بہت خوش ہوئی۔ جب ہم روانہ ہونے لگے سب گھر والے اداس ہوگئے اور ہمیں سڑک تک الوداع کرنے آئے۔ یہ ہے احمدیت اور خلافت کی برکت کا پھل نہ جان نہ پہچان صرف احمدیت کا رشتہ تھا وہ بھی احمدی تھے اور خلافت کی ڈوری میں پروئے ہوئے موتی تھے اور یہی ہمارا ان کے ساتھ سب سے بڑا رشتہ تھا۔ کیا کوئی دنیا میں ایسی مثال احمدیت سے باہر دکھلا سکتا ہے۔

محمودہ کو احمدیت کا پیغام پہنچانے کا بہت شوق تھا۔ اسی لئے ہم درویشکے گئے تھے۔ درویشکے میں محمودہ کی بڑی بہن عزیزہ جو کہ سکواڈرن لیڈر عبدالباسط صاحب کی والدہ تھیں۔ رہتی تھیں اور نہر کے پار کوٹ قادر کے تھا جو محمودہ کا ننھیال کا گاؤں ہے۔ محمودہ کے ایک بزرگ ہوا کرتے تھے جو علاقہ میں پیر تھے اور ان کی بہت عزت واحترام لوگ کرتے تھے۔ یہ گاؤں ان

کے نام پر آباد ہوا تھا۔محمودہ کے ماموں احمدی نہیں تھے جب موقعہ ملتا تو ان کے ہاں جاتیں اور احمدیت کا پیغام پہنچاتیں اور کہتی تھیں کہ میں اپنا فرض ادا کر رہی ہوں۔آگے اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے۔

لاہور میں ہم فوج کے کوارٹروں میں رہتے تھے ہمارے پڑوس میں ایک مولوی صاحب رہتے تھے ان کی بیگم گاؤں کی رہنے والی سیدھی سادی خاتون تھیں۔ مولوی صاحب نے اپنی بیگم سے کہا کہ ساتھ والے گھر نہ جانا یہ مرزائیوں کا گھر ہے۔ یہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔

ایک دن محمودہ نے مجھ سے پوچھا سب عورتیں ملتی رہتی ہیں لیکن ہماری پڑوسن کو کبھی نہیں دیکھا میں نے کہا کہ اس کا میاں ہمارا بہت مخالف ہے۔اس نے روک دیا ہوگا۔محمودہ نے کہا تب تو میں ضرور جاؤں گی۔محمودہ نے ان کے گھر آنا جانا شروع کر دیا ایک روز وہ کہنے لگی کہ باجی آپ اتنے اچھے ہیں مجھے اپنا گھر بتلاؤ کہاں ہے تاکہ میں بھی آپ کے گھر آیا کروں۔محمودہ نے بتلایا ہم تمہارے پڑوسی ہیں۔وہ سن کر حیران ہوگئی اور کہنے لگی میرے میاں نے آپ کے آنے جانے سے روکا تھا کہ یہ مرزائیوں کا گھر ہے۔ان کے گھر نہ جانا یہ لوگ اچھے نہیں ہیں لیکن باجی آپ تو بہت اچھے ہیں۔

یہ مرزائی کون ہوتے ہیں۔محمودہ نے اس کو بتلایا کہ ہم کون ہوتے ہیں اور آپ کے میاں کیوں ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ایک روز صبح جب وہ چائے بنانے لگی تو دیکھا چائے کی پتی نہیں ہے اس نے میاں سے کہا پتی نہیں ہے میں ساتھ والے گھر سے لے کر ابھی آتی ہوں۔اس کے میاں نے کہا مرزائیوں کے گھر نہ جانا دوسرے گھر سے پتہ کر لو۔وہاں اس کو پتی نہ ملی اور ہمارے گھر آئی تو محمودہ نے اس کو پتی کا ڈبہ دے دیا اور کہا بہن کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلاجھجک مانگ لیا کرو اپنا ہی گھر سمجھو۔اس نے اپنے میاں کو جا کر ساری بات بتلائی۔وہ خاموش ہوگیا۔میں نے اس سے ایک دن کہا بھائی آپ نہ میری بات سنیں اور نہ کسی اور کی آپ ایک دفعہ میرے ساتھ ربوہ جلسہ پر تشریف لے چلیں آنے جانے کا کرایہ میں دوں گا ربوہ میں کھانا اور رہائش بالکل مفت ہے تمہارا ایک پیسہ خرچ نہیں ہوگا اور ربوہ جا کر خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرو اور پھر فیصلہ کرو۔اس نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ایک دفعہ ہم ربوہ جلسے پر گئے تو وہ شخص ہمیں ملا۔میں نے اس سے دریافت کیا کہ بھائی کیسے آنا ہوا کہنے لگا میرے گاؤں کے احمدی بھائی جلسہ پر آتے ہیں وہ مجھ کو بھی ساتھ لے آئے۔میں نے پوچھا تو کیسے لگا کہنے لگا جو کچھ میں سمجھ رہا تھا وہ سب غلط تھا۔یہاں آکر جب اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہے تو میری کایا پلٹ گئی۔ اب میں حضور کی بیعت کر کے ہی واپس گاؤں جاؤں گا۔میں نے یہ خوشخبری جب محمودہ کو سنائی تو وہ بہت خوش ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ شدید مخالف مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔

محمودہ کا روزمرہ کا شغل تھا کہ جب میں ہسپتال چلا جاتا تو بچوں کو سکول بھجوا کر خود لوگوں کے گھروں میں جا کر احمدیت کا پیغام دیتیں۔ ہمارے گھر لوگوں کے گھروں سے تحفے تحائف آتے۔ میں نے محمودہ سے دریافت کیا یہ کیا ماجرہ ہے۔اس نے بتلایا جب آپ کام پر چلے جاتے ہیں تو میں فارغ ہو کر لوگوں کے گھروں میں جا کر احمدیت کا پیغام دینے چلی جاتی ہوں۔ اس طرح سے عورتوں سے واقفیت بھی ہو جاتی ہے اور احمدیت کے بارے میں بات چیت بھی ہو جاتی ہے۔ دوہرا فائدہ ہو جاتا ہے۔اپنا فرض بھی ادا کر آتی ہوں اور دوستی بھی ہو جاتی ہے۔ پھر وہ لوگ گھر میں تحائف بھجواتے ہیں۔اس طرح سے یہ سودا بہت منافع بخش ہے۔

محمودہ کا آنا جانا غریبوں کے ہاں بھی تھا اسی طرح امیروں کے ہاں بھی۔غریبوں سے جب ملتی تو بہت محبت اور انکساری سے پیش آتی اور جب امیروں سے ملتی تو گردن اونچی کر کے لیکن اخلاق کے ساتھ ملتی۔ ہر کوئی اس کی عزت کرتا تھا کیا امیر اور کیا غریب عورتیں سب ہی محمودہ پر رشک کرتی تھیں۔

ساری عمر اس نے مجھ سے کوئی فرمائش نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے سب کام کر دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مذاق میں کہنے لگی ساری عمر آپ نے مجھے کیا دیا ہے۔ میں نے ہنس کر کہا میں تمہیں دینے والا کون ہوتا ہوں۔ تمہارا ٹھیکہ تو اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔ پھر میں اس کے کاموں میں دخل کیوں دوں۔

صدقہ خیرات کرنے میں بھی محمودہ کسی سے پیچھے نہیں تھی اور دینی کاموں میں بھی آگے آگے رہتی۔ مجھے ایک دفعہ کہنے لگی آپ نے تو وصیت 16 سال کی عمر میں کروائی تھی۔ میری بھی وصیت کروا دیں۔ میں نے کہا تم کون سی بوڑھی ہوگئی ہو 22,20 سال عمر ہے۔ انشاء اللہ کل ہی تمہاری وصیت کروا دوں گا۔ حقیقت میں وہ ایک نیک بخت عورت تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس کی قدر نہ کر سکا۔ میں اس کی کن کن خوبیوں کا ذکر کروں۔ وہ تو سراپا خوبیوں کی مالک تھی۔

آخر پر تمام احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کی محض اپنے فضل کے ساتھ مغفرت فرمائے اور اپنے قرب میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز ہم پسماندگان کو ان کے اخلاق اور خوبیوں کا وارث بنائے اور ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁......❁......❁

ع۔عارف

سانحہ لاہور میں شامل میرا بہادر اور جرأتمند بیٹا ناصر محمود

تدفین کے موقع پر والہانہ محبت کے اظہار پر اہل ربوہ کو سلام

کس قدر وضع دار ہیں ہم لوگ
قبر میں بھی سفید پوش رہے

ربوہ کے ہر گھر کے ہر باسی، ہر باپ، ہر بچے کو محبت بھرا سلام۔ اہل ربوہ تم ہماری شان ہو۔آن بان ہو۔تم پر ہمیں فخر ہے، تمہارے حوصلے لاجواب اور تمہاری ہمتیں باکمال ہیں۔

لاہور سے آنے والے ہر شہید کو موٹر وے سے اترتے ربوہ داخل ہوتے ہی والہانہ طور پر خوش آمدید کہنے والے چہروں پر طمانیت، صبر و رضا سجائے۔ اہل ربوہ تم سلامت رہو۔ آمین

تمہارے آنگن میں کھلنے والے پیارے بچوں نے ہاتھوں میں ہاتھ لئے مضبوط پیار کی زنجیر بنا کر ہمارے پیاروں کو لے لیا۔ پھولوں سے بھرے گھر کی طرح۔ یہ پھولوں کا پیار اور خوشبو تم سب کے خلوص و محبت اور رشتہ احمدیت کی تھی جسے حضرت مسیح موعود نے دلوں میں بھر دیا۔ ہونٹوں پر پپڑی جمے ہاتھوں میں جگ اور گلاس لئے ہر آنے والے کو پانی پیش کر رہے تھے۔ یہ کیسا خوش آمدید کا منظر تھا۔ خاموش نگاہیں، بہتے آنسو، آنکھوں میں کئی سوال۔ ہر دکھی دل محسوس کر رہا تھا۔ خاموشی کی یہ زبان سب کچھ کہہ گئی۔ یہ میرا بھی دکھ ہے۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ میرا بھائی ہے۔ یہ والدین کا سہارا ہے۔ یہ میرے سر کا تاج ہے۔ یہ پیارے بچوں کا سائبان شفقت بھرا ہاتھ ہے۔ یہ پیاری بہنوں کا مان ہے یہ پُرخلوص دوست ہے۔ دوستوں کا مان ہے یہ میرا پیارا بیٹا ناصر محمود شہید ہے۔ جسے تم نے پھولوں کی طرح سنبھالا۔ یہ میری گود کا پالا ہوا پھول۔ اہل ربوہ میرے پیارے ناصر کی طرح ہر ناصر کا استقبال کر رہے تھے۔

ربوہ کی پہاڑیاں محبت کرنے والوں سے آباد تھیں۔ صبح کا چمکتا سورج۔ پیارے خدام و اطفال کے چمکتے چہروں کو نمایاں کر رہا تھا۔ ان کی خاموش نگاہیں کہہ رہی تھیں۔ اے اہل لاہور! اے لاہور سے آنے والو لہو و نور سے نہا کر آنے والو تم ہمارے جسم ہمارے وجود کا حصہ ہو۔ ہم سب ایک ہیں۔ ہمارا دکھ، ہمارے بہتے آنسو، ہماری سسکیاں اور ہمارے زخم ایک ہیں۔

میں ایک ہوں کبھی تقسیم ہو نہیں سکتا
اگرچہ بانٹ لو تم مل کر آدھا آدھا بھی

ایوان ناصر کی چمکتی پلیٹ نے پیارے بیٹے ناصر کے لئے اپنے گیٹ کھول دیئے۔ شہید ناصر محمود کا چمکتا چہرہ بند آنکھیں کہہ رہی تھیں امی! ایسا استقبال تو مقدر والوں کا ہوتا ہے۔ بادشاہوں کا شہنشاہوں کا۔ جیسے مجھے آگے بڑھ کر اہل ربوہ نے بانہوں میں لیا، اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا۔ ہم زخمی اور دکھی دل کے ساتھ اور بہت سے غمزدہ خاندانوں کی طرح ایک طرف ہوگئے۔ اپنے عزیزوں نے بڑھ کر سہارا دیا۔ آنسو پونچھے اور غم محسوس کیا۔

اعلان ہو رہا تھا اجتماعی جنازوں کا، ناصر محمود شہید کے ورثاء پیارے دلہا کے آخری دیدار کے لئے گئے، اس کے استقبال اور رخصتی کے لئے، نہ سہرا لگا یا نہ پھولوں کا ہار مگر پیشانی سے نور پھوٹ رہا تھا۔ مطمئن پُرسکون نیند سویا ہوا۔ باپ تعارف کرا رہا تھا۔ میرا شیر۔ میرا لعل۔ اس نے سینے پر گولی کھائی اس نے اپنی جان دے کر کئی جانیں بچائی ہیں۔ یہ میرا ناصر آج اتنا پیارا اور خوبصورت لگ رہا ہے کہ اتنا پیارا پہلے کبھی نہ تھا۔ میرا ناصر ماں کا لخت جگر آخری منزل کی طرف رواں دواں۔ قدم من من بھر کے ہوگئے۔ اٹھ ہی نہیں رہے۔ مگر آخری دیدار یہی تصویر تو زندگی کے آخری سانس تک آنکھوں میں بسی رہے گی۔ پیارے ناصر کے ساتھ ساتھ کئی شہداء سب کے چہروں پر وہی سکون۔ سب کے چمکتے چہرے۔ مجھے یکدم چوہدری ظفر اللہ خان مرحوم کا چہرہ سامنے آگیا، سب کامیاب و کامران سوئے منزل چلے۔ جم غفیر نے جنازہ پڑھا۔ اعلان ہوا پیارا ناصر اپنی منزل کی طرف جا رہا تھا۔ ربوہ کے پیارے اطفال نے وہاں بھی استقبال کیا۔ شامیانے سجے ہوئے ہیں۔ پانی ہر ایک کو پیش کیا جا رہا ہے۔ ہر آنکھ سے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ ہر سانس ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کر رہی ہے۔

قطار اندر قطار یہ جنتی وجود، یہ پاکیزہ روحیں اپنی آخری آرام گاہ میں جا پہنچیں۔

پیارے بیٹے ناصر محمود صبح غسل کر کے نیا لباس شرٹ پتلون اور نئے ہی بوٹ پہن کر گھر سے نکلے، یاد آیا پرفیوم نہیں لگایا واپس آئے اور نیا پرفیوم بچوں کا دیا ہوا تحفہ کھولا اور لگایا۔ بھائی کے ساتھ آفس سے نماز جمعہ کے لئے بیت گیا تھا۔ اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہینڈ گرنیڈ کو دیکھ کر اتنا فوری فیصلہ کر ڈالا۔ اپنی جان بچانے کی بجائے کئی گھروں کو اجڑنے سے بچا لیا۔ آگے بڑھا اور ہاتھ سے گرنیڈ کو واپس اسی طرف پھینکنے کی کوشش کی مگر گرنیڈ پھٹ جانے کے نتیجے میں شہادت کا رتبہ پا گیا اور اس طرح ناصر بہادری کا نشان بن گیا، اپنے خاندان کی تاریخ بن گیا۔ بھائی خود زخمی ہونے کی وجہ سے بھائی کو کندھا نہ دے سکا۔ جنازہ نہ پڑھ سکا، یہ دکھ ساری زندگی رہے گا۔ پیارے پیارے پھول جیسے بچے ساتھ تھے۔ جھکی کمر سے باپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ بہتے آنسوؤں سسکتی آہوں سے الوداع کیا۔

یہ ربوہ کے باسی فرشتے نما انسان جنہوں نے ایک رات میں قطار اندر قطار شہداء کی آرام گاہیں بنا دیں۔ تابوت، سفید لباس اور ان کے ناموں کی پلیٹیں

باقی صفحہ 4 پر

ب۔ نصیر

محترم منیر احمد شیخ صاحب امیر ضلع لاہور کا ذکر خیر

مکرم منیر احمد شیخ صاحب میرے شوہر مکرم نصیرالدین صاحب کے چھوٹے بھائی تھے (نصیرالدین تیرہ سال قبل کینسر سے وفات پاگئے تھے) آپ کے والد مکرم شیخ تاج الدین صاحب کے سات بچے تھے۔ چار بیٹے اور تین بیٹیاں۔ مکرم منیر احمد صاحب ان میں پانچویں نمبر پر تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے ساتھ گزارے پینتالیس سال پر محیط یادیں اور واقعات جب بھی ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی۔ دل و دماغ میں ایک ہلچل سی مچ جاتی ہے۔ قلم رک جاتا ہے۔ میرا رشتہ آپ سے دیور بھابھی والا نہیں تھا۔ یہ رشتہ اوپر نیچے کے دو بھائیوں کی بے انتہا محبت، شفقت، دوستی اور بھرپور ہمدردی اور خلوص کا تھا۔ میں یہ سب لکھنے کی ہمت نہیں پاتی لیکن کچھ لکھنا بھی ضروری ہے اور میں یہ اپنا فرض سمجھتی ہوں تا ہمارے بچوں اور ان کی نسلوں کو یہ پتہ رہے کہ خاندانوں میں محبتوں اور چاہتوں کے رشتے کیسے پروان چڑھتے ہیں۔ ایسے رشتے جہاں ''من وتو'' کا احساس ہی مٹ جاتا ہے۔

منیر بھائی سرکاری ملازمت سے بطور سیشن جج ریٹائرڈ ہوئے۔ اس کے بعد نیب کے محکمہ میں تعیناتی ہوئی۔ وہاں سے فارغ ہو کر قانون کی پریکٹس شروع کی نیز جماعت کے مختلف عہدوں پر کام کیا۔ اب بوقت شہادت امیر ضلع لاہور کی اہم ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔ امیر ضلع بننے کے بعد جس تندہی سے آپ نے کام کیا سب کو ایک نمایاں تبدیلی محسوس ہوئی۔ کئی دفعہ تو ایسا بھی ہوا کہ ہم نے کوئی تکلیف آپ کے پاس جا کر بیان کی تو آپ اس کا ازالہ پہلے ہی کر چکے ہوتے تھے۔ ہر صحیح مشورہ پر فوراً عملدرآمد کرواتے۔ آپ نے دوران سرکاری ملازمت بھی بہت نام کمایا۔ نہایت دیانتداری سے جو بھی تنخواہ پائی اسی میں گزراوقات کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کمائی میں بہت برکت رکھی تھی۔ ہر وقت آپ کے دسترخوان پر مہمان ہوتے۔ جو بھی آجائے آپ مُصر ہو کر کھانا کھلاتے اور خوش ہوتے۔ اس کام میں آپ کی زوجہ محترمہ بھی برابر کی شریک ہوتیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہم نے کبھی آپ کو پیسوں کی کمی یا سرکاری ملازمت میں ہونے والی بے انصافیوں کا شکوہ کرتے بھی نہیں پایا۔ ہمیشہ ہی ایک مومنانہ قناعت نظر آئی۔

اپنی عائلی زندگی میں بھی آپ ایک بے مثال انسان تھے۔ سارے خاندان کی دیکھ بھال آپ نے سنبھالی ہوئی تھی۔ خدا جانے کس طرح ہر معاملہ آپ کے ذمہ لگ جاتا تھا (اس تعلق میں بیشمار واقعات ہیں جو یہاں بیان نہیں ہو سکتے) نہ صرف اپنا خاندان جو کافی وسیع ہے بلکہ دوسرے لوگوں کے بھی نہ جانے کون کون سے کام آپ کرتے۔ کوئی بیمار ہوا تو فوراً ہسپتال لے جانا اور جو بھی ضرورت ہوتی وہ پوری کرتے۔ اس کے علاوہ قانونی مشورے دینا، دور دور کے ملنے والوں کے ہر قسم کے جھگڑے اور الجھنیں دور کرنا آپ کا معمول تھا۔ ہر معاملہ اس طرح حل کر لیتے کہ سب کی تسلی بھی ہو جاتی۔ کدورتیں مٹ جاتیں اور آپس کے دشمن دوبارہ مل بیٹھتے۔

میرے شوہر نصیرالدین صاحب کی وفات کے بعد میری اور میرے بچوں کی جس طرح منیر بھائی نے سرپرستی فرمائی۔ ہماری کسی بھی ضرورت کے موقعہ پر آپ فون کرتے یا خود آتے۔ میں بھی بلاجھجک آپ سے ہر معاملہ پر بات کر لیتی۔ کبھی میں اپنے بچوں سے کہتی کہ دوسرے رشتہ داروں کو ملنے کا تم کبھی شوق ظاہر نہیں کرتے تو جواب دیتے امی منیر انکل کے برابر کوئی نہیں ہے۔ اس تعلق پر لکھنے کے لئے ایک الگ باب درکار ہے۔ اب تو یوں لگتا ہے جیسے ایک محور تھا جو ٹوٹ گیا۔ ایک مرکز تھا جو دور ہو گیا!!

لوگوں سے تعلقات میں بھی آپ مثالی تھے۔ دور دور کے لوگ آپ سے مشورے لیتے۔ آپ معاملہ فہمی اور حاضر دماغی سے معاملہ کا نہایت سادہ اور قابل عمل حل نکال لیتے۔ اس لحاظ سے بھی آپ کا دائرہ احباب بے حد وسیع تھا۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی چلا آرہا ہے، کبھی فون آرہے ہیں۔ خواہ کھانے کا وقت ہو یا آرام کا۔ کبھی میں کہتی کہ منیر بھائی چند گھنٹے آپ فون نہ سنا کریں تو کہتے کہ کبھی کوئی مجھے اچھی بات بتانے کے لئے فون کرتا ہے یا اپنی کوئی پریشانی بیان کرتا ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ میں فون نہ سنوں۔ حیرانی کی بات تو یہ تھی کہ انتہائی مختلف نوع کی مصروفیت کے باوجود میں نے کبھی آپ کو کسی پر غصہ کرتے یا اپنی ذات کے لئے کوئی تقاضا کرتے نہ پایا حالانکہ دیکھنے میں دبلے پتلے، دھان پان سے انسان تھے، ایک مومنانہ شان تھی آپ کی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا کامل نمونہ آپ کی ذات تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا انعام تھا ورنہ ''ایں سعادت بزور بازو نیست''۔ آپ احمدیت کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کی بہترین مثال تھے۔

احمدیت سے محبت میں بھی آپ کی ایک جدا حیثیت تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ ہمہ وقت ایک خشک قسم کا رنگ نظر آئے یا ہر وقت پندونصائح کر رہے ہوں۔ باتوں باتوں میں نکتہ سمجھا دیتے اور سننے والے خود کچھ نہ کچھ سیکھ لیتے۔ اپنے گھر میں یا کسی دوسرے گھر میں ہوں، خوش گپیاں ہو رہی ہیں لیکن نماز کا وقت ہوتے ہی چادریں بچھ جاتیں اور سب آپ کی امامت میں نماز ادا کرتے۔ نماز عمدہ اور مختصر پڑھاتے۔ آپ کی صحبت میں عمدہ مزاح اور خوشگوار بحث و تمحیص خوب چلتی تھیں۔ اکثر عمدہ لطیفے بھی سناتے۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ میری کچھ ملنے والیاں حیران ہو کر پوچھتی ہیں کہ تم مرنے والے کے ''قل'' نہیں کرتے۔ دسواں اور چالیسواں نہیں کرتے۔ منیر بھائی نے کہا آپ ان سے یہ پوچھیں کہ وہ ان سب کے بعد پھر کیا کرتی ہیں۔ مجھے یہ جواب بہت اچھا لگا۔ باتوں باتوں میں آپ دینی اور دنیاوی مسائل بیان کر دیتے جو سننے والوں کو ثقیل نہ لگتے آپ کے بارے میں یادیں تو اتنی ہیں لیکن سب کیسے بیان ہوں۔

منیر بھائی کی وفات بھی کس طرح ہوئی کہ بیت الذکر میں اصرار کے باوجود آپ ایک انچ اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس طرح قیادت کی کہ نہ بھگدڑ مچی نہ چیخ وپکار اٹھی۔ گولیوں کی بوچھاڑ میں نہتے محض درود اور دعاؤں کے حصار میں یہ سالار جس کی جرأت کو ہزاروں سلام ہوں اپنے قافلہ کے ساتھ 28 مئی بروز جمعہ ''بیت الذکر'' میں خون میں نہا گیا اور خدا کے پیاروں کے پیاروں میں شامل ہو گیا اور اپنے ایمان پر اپنے عمل کی مہر تصدیق ثبت کر گیا۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

آخر میں دعا ہے کہ اے میرے پیارے اور مہربان خدا تو اس اپنے پیارے بندے اور اس کے ساتھیوں کو باغات عدن میں گھر عطا فرما۔ یہ بھی عاجزانہ دعا ہے کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو یہ ایمان، تقویٰ اور محبت کا مینار اپنی روشن کرنوں سے ہمیشہ منور کرتا رہے۔ اس کے نام منیر کے ساتھ ہمارے سر ہمیشہ فخر سے بلند رہیں۔ آمین

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سایۂ فضل خدا اس گھر کی نگہبانی کرے

مکرم بشارت احمد صاحب

مکرم ماسٹر محمد اسلم جنجوعہ صاحب آف سرگودھا

آپ خدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنے والے نافع الناس وجود تھے

مکرم ماسٹر محمد اسلم جنجوعہ صاحب ولد مکرم فتح علی جنجوعہ صاحب چک نمبر 98 شمالی تحصیل وضلع سرگودھا 8/اپریل 2010ء کی رات گیارہ بجے وفات پاگئے۔ مرحوم مخلوق خدا سے خاص مہربانی کا سلوک کرتے۔ پورا علاقہ آپ کی خدمت خلق کا معترف ہے۔ آپ کی وفات کے بعد اردگرد کے دیہات سے بہت بڑی تعداد میں غیر از جماعت دوست تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ دوران تعزیت مرحوم کی خدمات جماعت سے لگاؤ اور جماعت کی سچائی کا برملا اظہار کرتے اور کھل کر کہتے رہے کہ آج اگر کوئی خدا کی پیاری جماعت ہے تو یہی ایک جماعت ہے۔

آپ بنیادی طور پر سکول ماسٹر تھے۔ ڈاکٹری کا شوق تھا۔ دیسی ادویہ کا کورس کر کے کلینک بنالیا اور پوری تحصیل میں انتہائی مقبولیت حاصل کر لی۔ دو تین دفعہ ان کا کلینک سیل بھی کر دیا گیا۔ مگر خدمت خلق ہمیشہ جاری رہی انگریزی ادویات چھوڑ کر دیسی دواخانہ قائم کر لیا۔ ہر وقت کلینک پر رش رہتا۔ عورتیں بچے بڑے سبھی جسمانی دوائی کے ساتھ ساتھ روحانی باتیں بھی سنتے۔ ''بسم اللہ کافی بسم اللہ شافی یا اللہ دے دے اس نوں معافی'' ان کی خاص دعا تھی۔ کسی بھی گاؤں میں خدام الاحمدیہ یا انصاراللہ کے زیر انتظام میڈیکل کیمپ لگانا ہوتا تو ماسٹر صاحب حاضر ہوتے اور انتہائی کامیاب کیمپ رہتا باقاعدہ باجماعت نماز بھی وہاں ادا کی جاتی اور تعارف کروایا جاتا۔

کلینک پر جو بھی مریض آتا پیسے پوچھتا تو کہتے جتنے گھر سے نیت کر کے آئے ہو دے دو۔ اگر کسی کے پاس رقم نہ ہوتی تو دوائی تو مفت دیتے ہی تھے۔ ساتھ دودھ پینے کے لئے رقم اور گھر جانے کا کرایہ بھی اپنی جیب سے دیتے۔ انہوں نے اعلان کر رکھا تھا کہ کسی بھی مسلک کا کوئی مولوی ہو یا جماعتی عہدیدار فری علاج کروائے۔ ستر سال سے اوپر ہر مریض کا علاج فری کرتے تھے۔ جماعتی چندوں کی ادائیگی میں پیش پیش رہتے تھے۔ 23 مارچ کے جلسہ یوم مسیح موعود کے لئے فنڈ کی تحریک کی گئی تو سب سے زیادہ رقم پیش کرنے والے ماسٹر صاحب ہی تھے۔ عوام الناس کی خدمت کے لئے ایک تنظیم الفضل ویلفیئر سوسائٹی چک نمبر 98 شمالی کے نام سے رجسٹرڈ کروائی ہوئی تھی جس کے صدر وہ خود تھے۔ فوتگی کے موقع پر غرباء کے لئے کفن، چینی کے بحران کے دوران سستی چینی فراہم کرواتے رہے، یتیموں اور بیواؤں کو وظیفے دلواتے، الفضل پبلک سکول قائم کیا، اسے رجسٹرڈ کروایا پھر اس کی دو مزید شاخیں کھولیں۔ ان کے کلینک پر ضرورتمندوں کا ہجوم ہر وقت رہتا۔ کوئی عرق بنا رہا ہے۔ کوئی دوائیں پکڑا رہا ہے۔ پولیس والوں سے بھی تعلقات تھے۔ رات کو گشت پارٹیاں اکثر ان کے کلینک پر آرام کرتیں۔ ان کی وفات پر غریب لوگ بے اختیار روتے رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور جس طرح وہ خدا کی مخلوق سے حسن سلوک کرتے رہے۔ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ ان سے حسن سلوک فرمائے اور ان کی بشری کمزوریوں کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

ماخوذ

روزے صحت کے لئے مفید ہیں

فائدے دو قسم کے ہوتے ہیں، عارضی اور مستقل۔ کھانے پینے کے مزے وقتی ہوتے ہیں، جبکہ روزے رکھنے کے فائدے مستقل ہوتے ہیں۔

روزے رکھ کر ہر شخص صحت کے فوائد حاصل کر سکتا ہے۔ یہ بات زیادہ اہم ہے کہ یورپ اور امریکہ میں صحت کا شعور رکھنے والے افراد روزے کے فوائد میں بڑی دلچسپی لینے لگے ہیں۔ ان ملکوں میں روزوں کے مراکز قائم کئے گئے ہیں، جن میں کئی قابل علاج اور نا قابل علاج امراض کے علاج کے طور پر لوگ روزے رکھتے ہیں۔ بسیار خوری کے بے شمار امراض نے ان ملکوں کے عوام کو بری طرح جکڑ رکھا ہے۔ انہیں اب روزوں سے ان عوارض سے نجات کی فکر ہو رہی ہے۔

روزوں کا اثر وزن پر

رمضان میں روزے رکھنے سے وزن میں نمایاں کمی ہو جاتی ہے، اس کی اصل وجہ روزوں سے جسم کی چربی میں کمی ہوتی ہے۔ رمضان کے آخری عشرے میں وزن کم ہونے لگتا ہے کیوں کہ جسم خود کو استحالی طور پر ڈھالنے کی کوشش (Metabolic, Adaptation) میں غذائی اجزا جمع اور محفوظ کرنے لگتا ہے۔ رمضان کے 30 روزوں کے دوران بھوک کم ہو جاتی ہے۔ روزوں میں باقاعدگی کی وجہ سے جسم چربی زیادہ استعمال کرنے لگتا ہے۔ خواتین کے مقابلے میں روزوں کی وجہ سے مردوں کے عضلات زیادہ کم ہو جاتے ہیں، جس کی بنیادی وجہ کم خوراک ہوتی ہے، اس کے علاوہ خواتین کے مقابلے میں مردوں کے جسم میں چربی بھی کم ہوتی ہے، لیکن زیادہ روغنی یا چربیلی غذا سے وزن کم گھٹتا ہے۔ وزن میں زیادہ کمی رمضان کے پہلے دو ہفتوں میں ہوتی ہے بعد کے ہفتوں میں کمی کا یہ رجحان زیادہ تیز بھی ہو سکتا ہے، جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جسم خود کو کم غذا کے مطابق ڈھال لیتا ہے، اس کے علاوہ جسمانی سرگرمی بھی کم ہو جاتی ہے، جس سے زیادہ غذا کی طلب میں بھی کمی آ جاتی ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ وزن میں اضافہ بھی دیکھا جاتا ہے، جس کی وجہ یقیناً وہ مقوی ثقیل غذائیں ہوتی ہیں جو بالخصوص افطار میں زیادہ کھائی جاتی ہیں۔ ایک اور وجہ افطار میں مہمانوں کی شرکت بھی ہوتی ہے جس سے روزے دار کو زیادہ کھانے کی ترغیب ہوتی ہے، یہ ایک نفسیاتی تحریک ہوتی ہے، دوسروں کو رغبت سے کھاتا دیکھ کر روزے دار بھی زیادہ کھاتے ہیں۔

اس کے علاوہ جیسا کہ عام مشاہدہ ہے رمضان میں زیادہ روغنی اشیا تیار کی جاتی ہیں، اس میں شربت اور میٹھوں کا استعمال بھی زیادہ ہوتا ہے، شکر، گھی، چربی وغیرہ کی مقدار میں اضافہ یقیناً وزن میں اضافے کا سبب بن جاتا ہے۔ جسمانی سرگرمی کی کمی بھی اس کی ایک وجہ ہوتی ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے حراروں کے استعمال کی شرح کم ہو کر وزن میں اضافے کا سبب بن جاتی ہے، جس کے نتیجے میں لوگ رمضان میں موٹے بھی ہو جاتے ہیں، اس اعتبار سے دبلے افراد اپنے وزن میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

خون کی چکنائیوں پر اثر

یہ بات علم میں ہے کہ خون کی چکنائیوں میں اضافہ امراض قلب کا اہم سبب ہوتا ہے۔ تحقیق کرنے والوں نے تصدیق کی ہے کہ رمضان کے روزوں سے قلب دوست کولیسٹرول ایچ ڈی ایل میں کوئی 14 فیصد اضافہ ہو جاتا ہے اور مضر قلب کولیسٹرول (ایل ڈی ایل) میں 12 فی صد کمی ہو جاتی ہے، اس طرح ٹرائی گلیسرائڈز بھی 30 فی صد کم ہو جاتے ہیں۔ رمضان کے دوران مجموعی طور پر ان تینوں چکنائیوں میں 8 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی ہے۔ اس طرح روزے صحت قلب میں اضافے کا سبب بنتے ہیں بشرطیکہ رمضان کی روح کے مطابق غذا میں واقعتاً کمی ہو، یعنی حرارے کم استعمال کئے جائیں۔

رمضان اور ذیابیطس

ذیابیطس کے مرض میں لبلبے کی رطوبت انسولین کی کمی اہم کردار ادا کرتی ہے، اس کی کمی کی وجہ سے خون میں شکر کے بڑھ جانے سے اہم اعضا کو بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ روزوں سے خون کی سطح میں خطرناک حد تک کمی واقع نہیں ہوتی۔ دوسری پیچیدگیوں میں مثلاً گردوں کی خرابی وغیرہ کی صورت میں معالج کے مشورے پر عمل کرنا چاہئے۔

درحقیقت رمضان کا مہینہ روحانی اعتبار سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ذیابیطس کے مریض کے لئے وزن میں کمی مفید ثابت ہوتی ہے اور یہ کام روزوں کے ذریعے سے بآسانی ممکن ہوتا ہے۔

اس مہینے میں روحانی توانائی کی مدد سے بڑھی ہوئی بھوک میں کمی کے ذریعے سے خون میں شکر کی سطح کم کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ خود کم خوراکی اس کا ایک اہم ذریعہ ہوتی ہے۔ خون میں شکر کے کم ہونے سے صحت زیادہ بہتر محسوس ہوتی ہے۔ رمضان کے روزوں کو ذیابیطس کے لئے مفید اور مؤثر سمجھنا چاہئے۔

یورک ایسڈ اور بلڈ یوریا

رمضان کے ختم پر اندازہ ہے کہ خون میں یوریا اور یورک ایسڈ کی سطح بڑھ جاتی ہے، جبکہ ایسی طبی شہادتیں بھی موجود ہیں کہ رمضان میں وزن کے کم ہونے سے یورک ایسڈ کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ خون میں یورک ایسڈ بڑھنے کی وجہ، جسم کے وزن میں کمی ہوتی ہے یا پھر اضافہ بھی اس کی وجہ ہو سکتا ہے۔ وزن میں کمی سے یا وزن کے معمول پر آ جانے سے یورک ایسڈ نارمل ہو جاتا ہے۔ جسم کے وزن میں اضافے اور کمی دونوں ہی یورک ایسڈ کی مقدار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

وسیع طبی معلومات سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کے روزوں میں باقاعدگی اس مہینے کے علاوہ بعد میں بھی صحت کے لئے مفید ثابت ہوتی ہے۔ دور حاضر میں مضر اور زہریلی کیمیائی دواؤں کا استعمال عام ہے جس کے زہریلے اثرات مریض کو ہلکان کر دیتے ہیں۔ معالجین کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ روزوں کے ذریعے سے جسم کی قوت مدافعت کو قوی بنائیں، جس کے لئے ضروری ہے کہ جسم مضر اجزا سے صاف ہو، روزے جسم کو ان سے نجات حاصل کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں گویا اس طرح مضر دواؤں کے استعمال کی ضرورت کم ہو جاتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ روزے سب سے سستے اور موثر علاج ثابت ہوتے ہیں۔ ضرورت ان سے صحیح انداز میں استفادہ کی ہے۔ روزوں کا اصل مقصد تقلیل غذا اور پانی کا زیادہ استعمال اور نمازوں اور تراویح سے جسم کو حرکت دے کر مضر صحت اجزا سے اسے پاک کرنا ہے۔

(ہمدرد صحت ستمبر 2008ء)

مکرم حکیم عبدالحق بٹ صاحب

پھلوں سے بیماریوں کا علاج

انگور:

مشہور پھل اور میوہ ہے۔ چھوٹے انگور میں دانہ نہیں ہوتا۔ اسے انگور یا بدانہ کہتے ہیں۔ صالح خون پیدا کرتا ہے اور مصفیٰ خون بھی ہے۔ سوداوی مواد کو خارج کرتا ہے۔ پختہ انگور ملین ہوتا ہے۔ زیادہ پکے ہوئے انگور کو خشک کر کے کشمش بنائی جاتی ہے۔ انگور میں گلوکوز کافی مقدار میں ہوتا ہے اس لئے فوری توانائی دیتا ہے۔ کمزور مریضوں کی طاقت اور توانائی بحال کرنے اور قوت مدافعت بڑھانے کے لئے انگور کا رس نکال کر دن میں 4,3 مرتبہ دیا جا سکتا ہے۔ انگور میں ایک ایسا کیمیکل ہے جو ورم اور سوزش کو کم کرتا ہے۔ خون سے مضر اجزاء کو نکالتا ہے چونکہ انگور پیشاب آور ہے اس لئے گردوں کے امراض میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ میٹھا اور تازہ انگور کھانا چاہئے۔ کھٹا انگور گلا خراب کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ بعض لوگوں کو کھانا کھانے کے بعد معدہ میں درد کی شکایت رہتی ہے۔ کھانے کے بعد تقریباً 100 گرام انگور 25,20 دن تک کھانے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ شکایت دور ہو جاتی ہے اور بھوک میں اضافہ ہو جاتا ہے شوگر کے مریضوں کو ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق انگور کھانا یا چھوڑنا چاہئے۔

سیب:

دنیا بھر میں سیب کی تقریباً سات ہزار اقسام موجود ہیں دل اور دماغ کو فرحت بخشتا ہے دل و جگر کو قوت دیتا ہے۔ خفقان کے لئے مفید ہے۔ چہرے کی رنگت روشن اور صاف کرتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ تازہ خون پیدا کرتا ہے۔ سیب کے چھلکے میں وٹامن سی زیادہ مقدار میں ہوتا ہے اس لئے اچھی طرح دھونے کے بعد چھلکے سمیت کھانا زیادہ مفید ہے۔ سیب کا روزانہ استعمال بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتا ہے۔ 100 گرام سیب میں 82 فیصد رطوبت ہوتی ہے اس کے علاوہ پروٹین، کیلشیم، آئرن، فاسفورس اور وٹامن اے مناسب مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ سیب میں موجود آئرن اور فاسفورس خون کے امراض کم کرنے میں مدد دیتے ہیں صبح خالی پیٹ روزانہ سیب کھانا یا سیب کا جوس پینا بہت مفید ہے چونکہ سیب میں سوڈیم نہیں ہوتا اس لئے اس کا روزانہ استعمال دل کے لئے بہت مفید ہے۔ سیب دل کے امراض سے بچاؤ اور ہائی بلڈ پریشر کے لئے بہترین قدرتی دوا ہے۔ کمی خون کے مریضوں کو مناسب مقدار میں روزانہ سیب کا جوس لینا چاہئے۔

آم:

ہمارے ملک میں آم کی بہت سی اقسام پائی جاتی ہیں۔ فجری، مالدا، طوطاپری، چونسا، انور رٹول، دوسہری، دیسی وغیرہ ان میں چونسا، انور رٹول اور دوسہری بہترین اقسام میں شمار ہوتی ہیں۔ 90 فیصد آم مناسب وقت پر کچا ہی توڑ لیا جاتا ہے جس سے اچار، مربّہ اور امچور بنایا جاتا ہے۔ کھانے والا پکا ہوا آم اکثر پیل کے ذریعے تیار کیا جاتا ہے۔ ماہرین غذا کے مطابق کچا آم اپنے کیمیائی اجزا کی وجہ سے گرمی کا اثر دور کرنے کے لئے بہترین دوا ہے اور ہیٹ سٹروک سے بچاتا ہے۔ وٹامن سی کی موجودگی کی وجہ سے جسم میں آئرن کو جذب کرنے میں مدد دیتا ہے۔ ملک شیک کی صورت میں آم بہترین غذا ہے اور خون پیدا کرتا ہے۔ زیادہ شوق سے اور باقاعدہ آم کھانے والے احباب اگر دن میں ایک یا دو بار لیموں کی سکنجبین پی لیا کریں تو آم کی حدت سے اور عام گرمی سے بچا جا سکتا ہے۔

آم کو کھانے سے پہلے اچھی طرح دھو لینا چاہئے تا کہ آم کی گوند جو آم کی ڈنڈی کے اردگرد جمی ہوتی ہے دور ہو جائے۔ یہ گوند اکثر گلے میں خراش پیدا کرتی ہے۔ آموں کو ٹھنڈے پانی میں کچھ دیر رکھنے کے بعد استعمال کیا جائے تو خوش ذائقہ ہو جاتے ہیں اور ان کی حدت بھی کم ہو جاتی ہے۔ آم کھانے کے بعد دودھ یا لسی پینا مفید ہے۔

•••••••••••••••••

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم عبدالسلام صاحب معلم سلسلہ چوکنانوالی ضلع گجرات تحریر کرتے ہیں۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس کنجاہ ضلع گجرات کو مورخہ 29 جولائی 2010ء کو آمین کی تقریب منعقد کرنے کی توفیق ملی امسال مجلس کنجاہ کے 4 بچوں کو قرآن کریم ناظرہ مکمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم منور احمد قمر صاحب مربی ضلع گجرات تھے محترم مربی صاحب نے بچوں سے قرآن کریم سنا۔ بعدازاں بچوں میں حوصلہ افزائی کے طور پر انعامات تقسیم کئے اور قرآن کریم کی اہمیت کے حوالے سے تقریر کی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بچوں کیلئے مبارک کرے اور مجلس کو احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے۔ آمین

ولادت

مکرم مبشر حسن صاحب جھنگ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے 26 جولائی 2010ء کو پہلی بیٹی عطا کی ہے جو کہ وقف نو میں شامل ہے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت نومولودہ کا نام انیلہ مبشر عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب امیر ضلع جھنگ اور مکرمہ بشریٰ نسرین صاحبہ صدر لجنہ جھنگ کی پوتی اور مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب مرحوم سابق افسر حفاظت خاص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ نومولودہ کو اللہ تعالیٰ نیک، صالحہ، خادمہ دین، انسانیت اور سلسلہ کیلئے مفید وجود بننے کے ساتھ والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرم معین احمد ناصر صاحب ولد مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب وصیت نمبر 25631 نے جامعہ احمدیہ ربوہ سے وصیت کی بعدازاں آخری حساب مرتب کردہ سوئٹزرلینڈ سے ہے لیکن اب موصی کا دفتر سے کوئی رابطہ نہ ہے۔ لہذا براہ کرم اگر موصی خود یا ان کے کوئی عزیز رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو دفتر سے رابطہ کریں یا معین ایڈریس سے مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

صدقہ کا ثواب

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ کس صدقے میں زیادہ ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو تندرستی کی حالت میں مال کی خواہش ہوتے ہوئے محتاجی کے ڈر سے مالداری کی طمع رکھ کر خیرات کرے اور اتنی دیر مت کر کہ جان حلق میں آن پہنچے اس وقت تو کہے فلاں کو اتنا دینا فلاں کو اتنا دینا حالانکہ اب تو وہ کسی اور کا ہو ہی چکا۔ (بخاری)

احباب وخواتین سے درخواست ہے کہ وہ اس کارخیر میں اپنا حصہ ڈالتے ہوئے اپنی رقوم فضل عمر ہسپتال کی مد امداد نادار مریضان/ ڈویلپمنٹ میں بنام صدر انجمن احمدیہ بھجوائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

ولادت

مکرم رانا سعید ناصر خاں صاحب دارالعلوم شرقی نور ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری چھوٹی ہمشیرہ مکرمہ شائستہ انجم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد بوٹا خاں صاحب کو مورخہ 26 جولائی 2010ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری منظور احمد خاں آف ڈوگری گھمناں ضلع سیالکوٹ کا پوتا اور مکرم رانا عبدالحکیم خاں صاحب کاٹھگڑھی کا نواسہ ہے۔ نومولود کا نام محمد صارم مسرور تجویز ہوا ہے۔ جو حضرت چوہدری عبدالحمید خاں صاحب کاٹھگڑھی رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا کرے، خادم دین اور ماں باپ کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

ٹھیکہ ٹک شاپ

نصرت جہاں اکیڈمی انگلش میڈیم بوائز ربوہ اور نصرت جہاں انٹر کالج ربوہ کی علیحدہ علیحدہ ٹک شاپ ہیں۔ ان دونوں کو ایک سال کیلئے الگ الگ ٹھیکہ پر دینا مقصود ہے۔ ایسے احباب کرام جو تعلیمی اداروں میں ٹک شاپ کا تجربہ رکھتے ہوں ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی درخواستیں مورخہ 9 ستمبر 2010ء تک صدر صاحب محلّہ کی تصدیق کے ساتھ ادارہ ہذا کو بھجوائیں۔ شرائط ٹھیکہ دفتر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی انگلش میڈیم بوائز ربوہ)

تقریب رخصتانہ

مکرم عبدالصمد قریشی صاحب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ امۃ المجیب صدف صاحبہ کی تقریب رخصتانہ مورخہ 7 / اگست 2010ء کو ہمراہ خاکسار کے بھانجے مکرم اسد اللہ محمد صاحب ابن مکرم نصر اللہ محمد صاحب آف امریکہ کے ساتھ ہوئی۔ اس بابرکت تقریب کے موقع پر محترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر مال خرچ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے دعا کروائی۔ دلہن مکرم قریشی عبدالغنی صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم محمد اکبر افضل صاحب آف راولپنڈی کی نواسی ہے۔ اسی طرح دلہا مکرم قریشی عبدالغنی صاحب مرحوم کا نواسہ ہے۔ دونوں بچے حضرت مولوی محمد عثمان صاحب اور حضرت میاں قطب الدین صاحب رفقاء حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ شادی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور دونوں کو ہمیشہ اپنے سایہ خاص میں رکھے اور خوشیوں سے ان کی جھولی بھر دے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم ملک ظہور احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسۃ الحفظ اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم مہر ریاض احمد صاحب کارکن مدرسۃ الحفظ ربوہ ہرنیا کے آپریشن کی وجہ سے صاحب فراش ہیں کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم نصر اللہ خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ چک نمبر 6-11L ضلع ساہیوال تحریر کرتے ہیں

محترمہ سیدہ صفیہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید اعجاز مبارک صاحب سیکرٹری مال وزعیم انصار اللہ بعارضہ قلب، ہائی بلڈ پریشر اور شوگر بیمار رہیں احباب کرام سے ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

اسی طرح مکرم رشید احمد صاحب سندھی کے گلے کا آپریشن ہوا ہے ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

نیز مکرم محمود احمد صاحب سرا والد مکرم محمد آصف صاحب مربی سلسلہ کے معدہ کا آپریشن ہوا ہے ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے بھی احباب کرام سے درخواست دعا ہے۔

مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب کاہلوں ڈیفنس سوسائٹی لاہور اطلاع دیتے ہیں۔

مکرم منیر احمد خان صاحب آف لندن ایک عرصہ سے جبڑے اور سر کی بعض نروز کے شدید متاثر ہونے کی وجہ سے علیل ہیں ان کا بذریعہ لیزر آپریشن متوقع ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم ضیاء الدین حمید صاحب ربوہ حال مقیم جرمنی کچھ عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ چند روز سے شوگر اور بلڈ پریشر کم اور زیادہ ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ڈاکٹر عبدالشکور صاحب عمر بلاک حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور گھر سے باہر نکلے ہی تھے کہ کسی کار نے ٹکر ماردی جس سے شدید زخمی ہوئے جس کے بعد اب تک وہ ہسپتال میں داخل ہیں اور بے ہوشی کی حالت میں ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب کمر میں درد کی وجہ سے طویل عرصہ سے بیمار ہیں۔ کمزوری بے حد ہوگئی ہے وزن بھی بہت کم ہوگیا ہے۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

نادار مریضوں کی امداد

غریب اور مستحق دل کے مریضوں کی مالی معاونت کیلئے "نادار مریضان" کے نام سے ایک مد قائم ہے۔ احباب جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟

تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(الصف 11 تا 13)

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

پتہ درکار ہے

مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت مکرم محمد اشرف واہلہ صاحب نے مورخہ 7 مئی 2005ء کو گلشن جامی کراچی سے وصیت کی تھی موصیہ صاحبہ سے دفتر وصیت کا رابطہ نہیں ہو رہا۔ موصیہ صاحبہ کے موجودہ ایڈریس کے متعلق کسی عزیز یا رشتہ دار کو علم ہو تو دفتر وصیت کو ایڈریس سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم منور احمد جج صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے ضلع گوجرانوالہ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

خبریں

جنوبی وزیرستان، مسجد میں خودکش حملہ، 3 دھماکے 51 افراد جاں بحق 55 زخمی

وانا میں سابق رکن قومی اسمبلی مولانا نور محمد کے مدرسے اور ملحقہ مسجد میں خودکش حملے، کرم ایجنسی، خیبر ایجنسی اور پشاور میں 3 بم دھماکوں میں سابق رکن قومی اسمبلی مولوی نور محمد سمیت 51 افراد جاں بحق 55 سے زائد زخمی ہوگئے۔ وانا میں خودکش حملہ آور نے مسجد کے اندر خود کو اڑا دیا۔ دہشت گردی کے ان واقعات میں ایک سکول اور متعدد گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں۔

تونسہ، بس سیلابی ریلے میں بہہ گئی، 20 مسافر جاں بحق 15 لاپتہ

تونسہ کے قریب مسافر بس سیلابی ریلے سے الٹ گئی، بس سے 20 لاشیں نکال لی گئی ہیں۔ جبکہ 25 سے زائد مسافروں کی لاشوں کو ابھی تک نہیں نکالا جا سکا۔ سپر فلڈ ٹھٹھہ میں تباہی پھیلا رہا ہے۔ سجاول کے زیر آب آنے کا خدشہ بڑھ گیا ہے۔ شہداد کوٹ کو بچانے کی کوششیں غیر موثر ہوگئیں اور درجنوں دیہات زیر آب آ گئے۔

سیالکوٹ، بھائیوں کے قتل کی تحقیقات شروع، والدین کا انکوائری کمیٹی پر عدم اطمینان

پنجاب حکومت کی قائم کردہ مشترکہ تحقیقاتی کمیٹی نے سیالکوٹ میں دو بھائیوں کی تشدد سے ہلاکت کی تحقیقات شروع کر دی ہے۔ تاہم مقتول بھائیوں کے والدین نے حکومتی انکوائری کمیٹی پر عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ سانحہ سیالکوٹ کے سلسلہ میں ڈی پی او سیالکوٹ وقار چوہان کا بیان بھی قلمبند کر لیا گیا۔ مقتول بھائیوں کے والدین نے سپریم کورٹ کی قائم کردہ جوڈیشل انکوائری پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

آزاد عدلیہ حکومت نہیں ریاست کا اہم جزو ہے

سپریم کورٹ میں 18 ویں آئینی ترمیم کے خلاف درخواستوں کی سماعت کرتے ہوئے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا ہے کہ آزاد عدلیہ حکومت نہیں بلکہ ریاست کا اہم جزو ہے۔ وکیل خواجہ حارث نے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ آرٹیکل 175 اسے ختم ہونے سے ججز تقرر کا پرانا طریقہ کار بحال ہو جائے گا۔ اس پر جسٹس جاوید اقبال نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ نئی ترمیم کا کالعدم ہونے سے پرانی ترمیم بحال ہونے کا تصور انوکھا ہے۔

فیصل آباد، آئل ٹینکر پھٹنے سے 6 افراد جاں بحق 3 زخمی

سندھ اور بلوچستان کے سیلاب زدہ علاقوں میں وبائی امراض اور دیگر واقعات میں بچوں اور خواتین سمیت 39 افراد جاں بحق ہوگئے۔

ایران کا پاکستان کو ایک کروڑ ڈالر، 65 ٹن خوراک و ادویات امداد دینے کا اعلان

وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے صدر زرداری کے خصوصی ایلچی کے طور پر ایران کے صدر محمود احمدی نژاد سے ملاقات کی۔ جس میں دوطرفہ تعلقات اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ وزیر داخلہ نے صدر زرداری کے خصوصی پیغام ایران کے صدر کو پہنچایا اور انہیں پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے بارے میں آگاہ کیا۔ ایران کے صدر نے پاکستان میں سیلاب زدگان کی مدد کیلئے 10 ملین ڈالرز اور 65 ٹن امداد خوراک اور دوائیوں کی صورت میں دینے کا اعلان کیا اور وزیر داخلہ مصطفیٰ محمد نجار کو فوری طور پر پاکستان جانے کا حکم دیا۔ ایرانی صدر نے کہا کہ پاکستان کو مشکل کی اس گھڑی میں سیلاب زدگان کیلئے ہر ممکن امداد فراہم کی جائے گی۔

میڈیکل کی طالبات پر تشدد، چیف جسٹس سپریم کورٹ نے نوٹس لے لیا

چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس افتخار محمد چودھری نے بہاولپور میں قائد اعظم میڈیکل کالج کی طالبات پر پولیس تشدد کے واقعہ کا ازخود نوٹس لے لیا ہے اور آئی جی پنجاب سے واقعہ کے بارے میں 2 روز میں رپورٹ طلب کر لی۔ تفصیلات کے مطابق بہاولپور کے پولیس اہلکاروں نے قائد اعظم میڈیکل کالج کی طالبات پر اس وقت تشدد کیا جب وہ فیسوں میں اضافے اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے خلاف پرامن مظاہرہ کر رہی تھیں۔

ہیپاٹائٹس کی وباء پھیلنے کی صورت میں ملکی تاریخ کا بدترین المیہ پیدا ہونے کا خدشہ

سندھ کے صوبائی وزیر صحت ڈاکٹر صغیر احمد نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں اگر ہیپاٹائٹس کی وباء پھیلی تو ملک کی تاریخ کا بدترین المیہ رونما ہوگا اور اس میں ہزاروں افراد جاں بحق ہو سکتے ہیں۔

☆......☆......☆

بیڈمنٹن و ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ

(زیر اہتمام: مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ)

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کو مجلس صحت کے تعاون سے آل ربوہ بیڈمنٹن و ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ مورخہ 12 تا 19 جولائی 2010ء کو منعقد کروانے کی توفیق ملی۔

مقابلہ جات کا آغاز 12 جولائی سے بعد از نماز عصر ایوان محمود ہال میں کیا گیا۔ بیڈمنٹن کے مقابلہ میں سنگل اور ڈبل دونوں ایونٹس کروائے گئے۔ سنگل مقابلہ جات میں ربوہ بھر سے 76 اطفال نے شرکت کی جن کے مابین 76 میچز کھیلے گئے جبکہ بیڈمنٹن ڈبل میں 42 ٹیموں نے شرکت کی اور ان کے درمیان کل 49 میچز ہوئے۔ ٹیبل ٹینس سنگل میں 22 اطفال شریک ہوئے اور 26 میچز کھیلے گئے جبکہ ٹیبل ٹینس ڈبل مقابلہ جات میں 8 ٹیموں کے مابین 8 میچز ہوئے۔ اس طرح بیڈمنٹن میں ربوہ بھر سے مجموعی طور پر 160 اطفال جبکہ ٹیبل ٹینس کے مقابلہ جات میں کل 54 اطفال نے حصہ لیا۔ تمام میچز ایوان محمود ہال میں بعد نماز عصر منعقد کروائے گئے۔

ٹورنامنٹ کے فائنل میچز مورخہ 4 اگست کو بعد نماز عصر ایوان محمود ہال میں ہی ہوئے۔ جن کی پوزیشنز کچھ اس طرح رہیں۔

ٹیبل ٹینس سنگل میں اول عزیزم مدبر فہیم دارالنصر غربی حبیب اور دوئم عزیزم سراج احمد خان دارالنصر غربی اقبال جبکہ ٹیبل ٹینس ڈبل میں اول ٹیم سراج احمد خان دارالنصر غربی اقبال اور ارسلان احمد ناصر آباد شرقی اور دوئم ٹیم مدبر فہیم دارالنصر غربی حبیب اور یاسم احمد دارالصدر شمالی انوار رہی۔ اور اسی طرح بیڈمنٹن سنگل میں اول مدبر فہیم دارالنصر غربی حبیب اور دوئم عزیزم حسنین کبیر دارالعلوم غربی صادق جبکہ بیڈمنٹن ڈبل میں اول ٹیم مدبر فہیم اور اشعث احمد دارالنصر غربی حبیب اور دوئم ٹیم عدیل احمد اور دانیال احمد کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ رہی۔

فائنل میچز کے بعد اسی جگہ پر اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی مکرم ناصر محمود احمد صاحب سیکرٹری صحت جسمانی مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان تھے۔ تلاوت کے بعد مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے اطفال میں انعامات تقسیم کئے اور اجتماعی دعا کروائی اور اس طرح یہ ٹورنامنٹ اختتام پذیر ہوگیا۔

ربوہ میں سحر و افطار 25۔ اگست

انتہائے سحر	4:13
طلوع آفتاب	5:37
زوال آفتاب	12:10
وقت افطار	6:44

شادابی
خون صاف کرتی اور خون پیدا کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

ربوہ اور گردونواح میں سکنی زرعی کمرشل جائیداد کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
ربوہ پراپرٹی سنٹر
کالج روڈ ربوہ بالمقابل جامعہ احمدیہ ربوہ
فون آفس: 047-6213550
پروپرائٹر: عامر گوپے راہ 0333-9797450

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
219 Loha Market Landa Bazar Lahore
Tel:+92-42-7630066,7379300
Mob:0300-8472141
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

PREMIER Formaly Jakarta Currency
PREMIER EXCHANGE
Exchange co.'B' PVT.LTD.
DEALS IN ALL FOREIGN CURRENCIES
State Bank Licence No.11
Director: Adeel Manzar
Ph: 042-7566873,7580908, 7534690
Fax: 042-7568060,Mobil: 0333-4221419
Shop # 31, Ground Floor, Latif Centre, (Jewellry Market) Ichhra Lahore

FD-10

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238